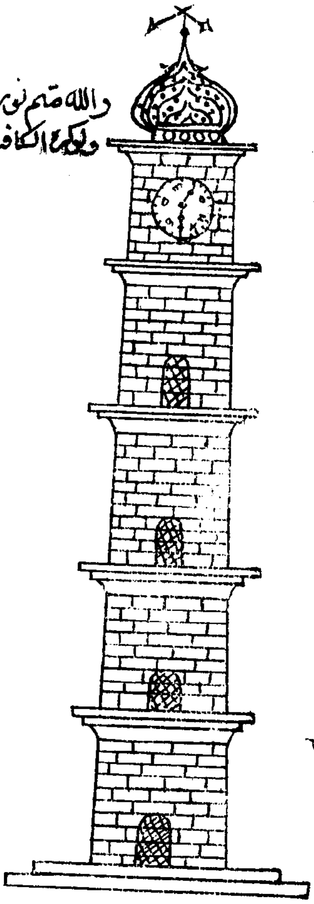
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون



اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

انا اوے القریات

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷	۳۰ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء مطابق ۲ - صفر سنہ ۱۳۲۱ھ روز پنجشنبہ	نمبر ۱۶

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

اعجاز التنزیل

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اب اس تعلیم پر نگاہ کرو کہ نہ یہ توریت کی طرح محض انتظام پر ہی زور دیتی ہے اور نہ انجیل کی طرح ایسے عفو پر جو بسا اوقات خطرناک نتائج کا موجب ہو سکتا ہے۔ بلکہ قرآن شریف کی تعلیم حکیمانہ نظام اپنے اندر رکھتی ہے مثلاً ایک خدمت گار ہے جو بڑا شریف اور نیک چلن ہے کبھی اس نے خیانت نہین کی اور کوئی نقصان نہین کیا۔ اگر اتفاقاً وہ چاء پلانے کے لئے آئے اور اس کے ہاتھ سے پیالیان گر کر ٹوٹ جاوین تو اس وقت تقاضائے وقت کیا ہوگا۔ کیا یہ کہ اس کو سزا دین یا معاف کر دین ایسی حالت مین ایسے شریف خدمت گار کو معاف کر دینا ہی اس کے واسطے کافی سزا ہوگی۔ لیکن اگر ایک شریر خدمتگار جو ہر روز کوئی نہ کوئی نقصان کرتا ہے۔ اس کو معاف کر دینا اور بھی دلیر کر دینا ہے۔ اس لئے اس کو سزا دینی ضروری ہوگی۔ مگر انجیل یہ نہین بتاتی انجیل پر عمل کر کے تو گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اگر کوئی ہندوستان مانگے تو وہ انگلستان بھی اس کے حوالے کرے۔ کیا عملی طور پر انجیل مانی جاتی ہے؟ ہرگز نہین۔ گورنمنٹ کے سیاست مدن کے اصولون پر مختلف محکمون کا قائم کرنا اور عدالتون کا کھولنا دشمن سے حفاظت کے لئے فوجون کا رکھنا وغیرہ وغیرہ جس قدر امور ہین انجیل کی تعلیم کے موافق نہین ہین اس لئے کہ انجیل کی تعلیم کے موافق کوئی انتظام ہو سکتا ہی نہین ہے ✦

غرض قرآن شریف کی تعلیم جس پہلو اور جس باب مین دیکھو اپنے اندر حکیمانہ پہلو رکھتی ہے۔ افراط یا تفریط اس مین نہین ہے بلکہ وہ نقطۂ وسط پر قائم ہوئی ہے اور اسی لئے اس امت کا نام بھی **امت وسطاً** رکھا گیا ہے ✦ یہ بات کہ انجیل یا توریت کی تعلیم کیون اعتدال اور وسط پر واقع نہین ہوئی ✦ اس سے خدا تعالے پر کوئی اعتراض نہین آتا۔ اور نہ اس تعلیم کو ہم خلاف آئین حکمت کہہ سکتے ہین۔ کیونکہ حکمت کے معنے ہین:-

وضع الشئی فی محلہ اس وقت کی حکمت کا تقاضا ایسی ہی تعلیم تھی۔ جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کہ سزا کے وقت سزا دینا بھی حکمت ہے۔ اور عفو کے وقت عفو ہی حکمت ہے۔ اسی طرح پر اس وقت طبایع کی حالت کچھ ایسی ہی واقع ہوئی تھی کہ تعلیم کو ایک پہلو پر رکھنا پڑا ✦ بنی اسرائیل ۴۰۰ برس تک فرعون کی غلامی مین رہے تھے اور اسی وجہ سے ان لوگون کے عادات اور رسوم کا ان پر بہت بڑا اثر پڑا ہوا تھا۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ بادشاہ کے اطوار و عادات اور آئین ملکداری کا اثر رعایا پر پڑتا ہے بلکہ ان کے مذہب تک پر اثر جا پڑتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے **الناس علی دین ملوکہم** چنانچہ سکھون کے زمانہ مین عام لوگون پر بھی یہ اثر پڑا تھا۔ کہ عموماً لوگ ڈاکہ زن اور دھاڑوی ہو گئے تھے ہری سنگھ وغیرہ بازارون ہی لوٹ لیا کرتے تھے ✦ اسی طرح پر فرعونیون کی غلامی مین رہ کر بنی اسرائیل عدل کو کچھ سمجھتے ہی نہین تھے ان پر جو ہمیشہ ظلم ہوتا تھا۔ وہ بھی اعتدا اور ظلم کر بیٹھتے تھے۔ پس ان کی اصلاح کے لئے تو یہی امر حلیہ چاہیئے تھا کہ ان کو **عدل کی تعلیم** سکھائی جاتی۔ اس لئے یہ تعلیم ان کو دی گئی کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ اس تعلیم پر وہ اسقدر پختہ ہو گئے کہ پھر انہون نے انتقام لینا ہی شریعت کی جان سمجھ لیا۔ اور یہ مذہب ہو گیا کہ اگر بدلہ نہ لین گے تو گنہ گار ٹھہرینگے ✦ اسواسطے جب حضرت مسیح علیہ السلام آئے اور انہون نے دیکھا کہ بنی اسرائیل کی حالت ایسی ہو گئی ہے۔ تو انہون نے صدرجہ کے عفو کی تعلیم دی کیونکہ جسقدر زور کے ساتھ وہ انتقام پر قائم ہو چکے تھے

اگر اس سے بڑھ کر عفو کی تعلیم نہ دی جاتی تو وہ موثر ثابت نہ ہوتی - اس لئے ان کی تعلیم کا سارا مدار اسی پر رہا + پس ان اسباب اور وجوہ کے لحاظ سے یہ دونو تعلیمین اگرچہ اپنی جگہ حکمت ہین لیکن ان کو قانون مختص المقام یا قانون مختص الوقت کی طرح سمجہنا چاہیئے نہ ابدی اور دائمی قانون -

خدا تعالے کی حکمتین اور احکام دو قسم کے ہوتے ہین بعض مستقل اور دائمی ہوتے ہین بعض آنی اور وقتی ضرورتون کے لحاظ سے صادر ہوتے ہین - اگرچہ اپنی جگہ ان مین بھی ایک استقلال ہوتا ہے - مگر وہ آنی ہی ہوتا ہے - مثلاً سفر کے لئے نماز یا روزہ کے متعلق اور احکام ہوتے ہین اور حالت قیام مین اور یا ہر جب عورت نکلتی ہے تو وہ برقع لیکر نکلتی گہر مین ایسی ضرورت نہین ہوتی کہ برقع لیکر پھرتی رہے + اسی طرح پر توریت اور انجیل کے احکام آنی اور وقتی ضرورتون کے موافق تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو شریعت اور کتاب لیکر آئے تھے وہ کتاب مستقل اور ابدی شریعت ہے اس لئے اس مین جو کچھہ بیان کیا گیا ہے - وہ کامل اور مکمل ہے + قرآن شریف قانون مستقل ہے + اور توریت انجیل اگر قرآن شریف نہ بھی آتا تب بھی منسوخ ہو جاتین کیونکہ وہ مستقل اور ابدی قانون نہ تھے -

مین نے بعض احمقون کو اعتراض کرتے سنا ہے کہ ایسا کیون کیا گیا - خدا تعالے نے پہلی کتابون کو کیون منسوخ کیا کیا اسکو علم نہ تھا - پہلے ہی مکمل اور مستقل ابدی شریعت بھیج دیتا ؟ یہ اعتراض بالکل نادانی کا اعتراض ہے یہ کوئی کلیہ قاعدہ نہین ہے کہ ہر نسخ کے لئے ضروری ہے کہ علم نہ ہو - کیا یہ صحیح ہے کہ ہر نسخ مین عدم علم ثابت ہوتا ہے تو پھر اس بات کا کیا جواب ہے کہ جو کپڑے برس یا دو برس کے بچے کو پہنائے جاتے ہین کیون وہی کپڑے پانچ دس برس یا پچیس برس کے ایک جوان کو نہین پہنائے جاتے ہین کیا ہو سکتا ہے کہ وہی گز آدھ گز کا کرتہ ایک نوجوان کو پہنایا جاوے ؟ یقیناً کوئی سلیم الطبع انسان اس بات کو پسند نہین کرے گا بلکہ وہ ایسی حرکت پر ہنسی اڑائے گا - اب اس مثال سے کیسی صفائی کے ساتھہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ ہرگز ضروری نہین ہے کہ ہر نسخ کے لئے عدم علم ثابت ہو -

جب ہم بجائے خود معرض تغیر مین ہین تو ہماری ضرورتین اس تغیر کے ساتھہ ساتھہ بدلتی جاتی ہین - پھر ان تبدیلیون کے موافق جو نسخ ہوتا ہے وہ ایک علم اور حکمت کی بنا پر ہوا یا عدم علم پر - یہ اعتراض سراسر جہالت اور حمق کا نشان ہے - جیسے پیدا ہونے والے بچے کے منہ روٹی کا لقمہ یا گوشت کی بوٹی نہین دے سکتے اسی طرح پر ابتدائی حالت مین شریعت کے وہ اسرار نہین مل سکتے جو اسکے کمال پر ظاہر ہوتے ہین طبیب ایک وقت خود مسہل دیتا ہے اور دوسرے وقت جبکہ اسہال کا مرض ہو اسکو قابض دوا دیتا ہے ہر حالت مین ایک ہی نسخہ وہ کیسے رکہہ سکتا ہے -

غرض قرآن شریف حکمت ہے - اور مستقل شریعت ہے اور ساری تعلیمون کا مخزن ہے + اور اسطرح پر قرآن شریف کا پہلا معجزہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے - اور پھر دوسرا معجزہ قرآن شریف کا اس کی عظیم الشان پیشگوئیان ہین - چنانچہ سورہ فاتحہ اور سورہ تحریم اور سورہ نور مین کتنی بڑی عظیم الشان پیشگوئیان ہین + رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی ساری پیشگوئیون سے بھری ہوئی ہے - ان پر اگر ایک دانشمند آدمی خدا سے خوف کہا کر غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ کس قدر غیب کی خبرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہین - کیا اسوقت جبکہ ساری قوم آپ کی مخالف تھی اور کوئی ہمدرد اور رفیق نہ تھا - یہ کہنا کہ سیہزم الجمع ویولون الدبر چھوٹی بات ہو سکتی تھی - اسباب کے لحاظ سے تو ایسا فتوے دیا جاتا تھا کہ ان کا خاتمہ ہو جاوے گا مگر آپ ایسی حالت مین اپنی کامیابی اور دشمنون کی ذلت اور نامرادی کی پیشگوئیان کر رہے اور آخر اسی طرح وقوع مین آتا ہے - پھر تیرہ سو سال کے بعد قائم ہونے والے سلسلہ کی اور اسوقت کے آثار و علامات کی پیشگوئیان کیسی عظیم الشان اور لا نظیر ہین - دنیا کی کسی کتاب کی پیشگوئیون کو پیش کرو کیا مسیح کی پیشگوئیان ان قسم کا مقابلہ کر سکتی ہین جہان صرف اتنا ہی ہے کہ زلزلے آئین گے قحط پڑین گے - آندھیان آئین گی - مرغ بانگ دیگا - وغیرہ وغیرہ -

اس قسم کی معمولی باتین تو ہر ایک شخص کہہ سکتا ہے اور یہ حوادثات ہمیشہ ہی ہوتے رہتے ہین پھر اس مین غیب گوئی کی قوت کہان سے ثابت ہو - اسکے مقابلہ مین قرآن شریف کی پیشگوئی دیکھو -

الم - غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون - مین اللہ بہت جاننے والا ہون - رومی اپنے سرحد مین اہل فارس سے مغلوب ہو گئے ہین اور بہت ہی جلد چند سال مین یقیناً غالب ہونے والے ہونے والے ہین - پہلے اور آیندہ آنیوالے واقعات کا علم اور ان کے اسباب اللہ ہی کے ہاتھہ مین ہین - جس دن رومی غالب ہونگے وہی دن ہوگا جب مومن بھی خوشی کرین گے +

اب غور کرکے دیکہو کہ یہ کیسی حیرت انگیز اور جلیل القدر پیشگوئی ہے ایسے وقت مین یہ پیشگوئی کی گئی جب مسلمانون کی کمزور اور ضعیف حالت خود خطرہ مین تھی + نہ کوئی سامان تہا نہ طاقت تھی ایسی حالت مین مخالف کہتے تھے کہ یہ گروہ بہت جلد نیست و نابود ہو جائیگا مدت کی قید بھی اس مین لگادی اور پھر یومئذ یفرح المومنون کہہ کر دوہری پیشگوئی بنادی یعنے جس روز رومی فارسیون پر غالب آئین گے اسی دن مسلمان بھی بامراد ہوکر خوش ہون گے چنانچہ جس طرح پر یہ پیشگوئی کی تھی - اسی طرح بدر کے روز یہ پوری ہو گئی - ادھر رومی غالب ہوئے اور ادھر مسلمانون کو فتح ہوئی - اسی طرح سورہ یوسف مین ایات للسائلین کہہ کر اس سارے قصہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم کے لئے بطور پیشگوئی بیان فرمایا ہے - غرض ......

جہانتک دیکہا جاوے قرآن شریف کی پیشگوئیان بڑے اعلے درجہ پر واقعہ ہوئی ہین اور کوئی کتاب اس رنگ مین ان پیشگوئیون کا مقابلہ نہین کر سکتی - کیونکہ یہ پیشگوئیان یہی نہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی مین پوری ہو گئی تھین - بلکہ ان کا سلسلہ برابر جاری ہے - چنانچہ بہت سی پیشگوئیان تھین - جو اب پوری ہو رہی ہین - اور بہت ابھی باقی ہین جو آئیندہ پوری ہون گی -

منجملہ ان پیشگوئیون کے جو اسوقت پوری ہو رہی ہین اس سلسلہ کی پیشگوئی ہے - جو قرآن شریف کے اول سے شروع ہو کر آخر تک چلی گئی ہے چنانچہ سورہ فاتحہ مین صراط الذین انعمت علیہم کہہ کر مسیح موعود کی پیشگوئی فرمائی - اور پھر اس سورہ مین مغضوب اور ضالین دو گروہون کا ذکر کرکے یہ بھی بتادیا کہ جب مسیح موعود آئیگا تو اسوقت ایک قوم مخالفت کرنیوالی ہوگی جو مغضوب قوم یہودیون کے نقش قدم پر چلیگی اور ضالین مین یہ اشارہ کیا کہ قتل دجال اور کسر صلیب کے لئے آئیگا - کیونکہ مغضوب سے یہود اور ضالین سے نصارے بالاتفاق مراد ہین اور آخر قرآن شریف مین بھی شیطان کا ذکر کیا - جو اصل دجال ہے اور ایسا ہی سورہ نور کی آیت استخلاف مین مسیح موعود یا خاتم الخلفاء کی پیشگوئی کی - اور اسی طرح سورہ تحریم مین صراحت کے ساتہہ ظاہر کیا کہ اس امت مین بھی ایک مسیح آنیوالا ہے - کیونکہ جب مومنون کی مثال مریم کی سی ہے تو اس امت مین کم از کم ایک تو ایسا شخص ہو جو مریم صفت ہو اور مریم مین نفخ روح ہو کر مسیح پیدا ہوا کہ تو اس مومن مین جب نفخ روح ہوگا تو وہ خود ہی مسیح ہوگا

(باقی آئندہ)

منارۃ المسیح اور اُس کی مخالفت

ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور کی توجہ طلب اور غور کے لایق

۲۸ - مئی ۱۹۰۰ء کو حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کیطرف سے ایک اشتہار منارۃ المسیح کی تعمیر کے متعلق اپنی جماعت کی اطلاع کیخاطر شایع ہوا تھا اور قریباً تین سال بعد مسجد اقصے (جو قادیان کے بازار مین واقع ہے اور جس کو حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (علیہ الصلوۃ والسلام) کے والد بزرگوار جناب میرزا غلام مرتضے خانصاحب مرحوم رئیس قادیان نے تعمیر کرایا تھا) کے مشرقی گوشہ بپاس بینار کا بنوایا جانا تجویز ہوا اور کام شروع ہو گیا۔

لیکن اب ہم کو معلوم ہوا ہے کہ سنت اللہ کے موافق اس بینار کی تعمیر کی مخالفت کیجا رہی ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور یا اور ذمہ دار حکام کو اس بینار کی تعمیر کی خیالی مضرتون سے بدظن کرنے کی کوشش کیجاتی ہے + اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہین کہ اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے جناب میجر ڈالس صاحب کو اس مغالطہ سے بچانے کی کوشش کرین جو ان کو دیا جاتا ہے اور ہم صاحب موصوف کی بیدار مغزی اور معاملہ فہمی سے امید کرتے ہین کہ وہ اس معاملہ پر سرسری نظر نہ کرینگے۔ بلکہ بغور اس کو دیکھین گے اور اصل معاملہ کی تہ تک پہونچکر مناسب نوٹس لین گے +

ہم خیال کرتے ہین کہ صاحب موصوف کو اس امر کی بخوبی اطلاع ہو گی کہ قادیان مین بعض لوگ اس قسم کے موجود ہین جو مرزا صاحب کی مخالفت کرنا ضروری سمجھتے ہین اور ہر معمولی اور ادنے سے معاملہ کو ہندو و مسلمانون کا سوال بنا دینا ان کی اغراض مین داخل ہے + چونکہ ہمین یقین ہے۔ کہ صاحب موصوف کے پاس اس قسم کے لوگون کی ایک فہرست ہو گی۔ اس لئے ہم ضرورت نہین سمجھتے کہ اس پر زیادہ بحث کرین اور تفصیل دین لیکن ہان اگر وہ پھر بھی چاہین تو ہم ان کو اس قسم کے لوگون کا تفصیل کے ساتھ علم دے سکتے ہین +

بہرحال منارۃ المسیح کی مخالفت کا شور جو بلند کیا جاتا ہے اس کی غرض بجز اس کے اور کچھ نہین کہ جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان اور آپ کی جماعت کو دکھہ دیا جاوے۔ صاحب موصوف اگر خود قادیان مین آئین اور وہ چند روز قیام کرین تو انہین مفصل حالات یہان کے معلوم ہو سکتے ہین اور بحیثیت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ انہین معلوم ہونے چاہئین۔ اب تک جو کچھ آپ کو معلوم ہو گا وہ محض عارضی خارجی اور درمیانی اطلاعون کی بنا پر ہو گا +

غور طلب امر منارۃ المسیح کی تعمیر کے متعلق یہ ہے کہ کیا یہ منارۃ المسیح کی تعمیر کسی مذہبی امر پر مبنی ہے یا نہین؟ کیونکہ اگر منارۃ المسیح کی تعمیر مذہبی اصل پہ مبنی ہے تو غالباً صاحب موصوف اس نتیجہ پر پہونچ جائینگے کہ مخالفت کرنے والے محض گورنمنٹ کو بدنام کرنا چاہتے ہین اور یہ دکھانا چاہتے ہین کہ وہ مذہبی امور مین باوجود مذہبی آزادی دی گئی ہے دست اندازی کرتی ہے (جو بالکل غلط ہے۔) یہ منارہ ایک مذہبی اصل پر جو عظیم الشان پیشگوئی کے رنگ مین ہے تعمیر کیا جاتا ہے اور اسکے روکنے کی کوشش کرنا ایک کثیر التعداد جماعت کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کرنا ہے۔ اور ہماری عبادات مین سد راہ ہونا ہے +

یہ سوال کہ منارۃ المسیح کی تعمیر سے بے پردگی ہو گی۔ یہ خود صاحب ڈپٹی کمشنر قانونی طور پر ..... حل کر سکتے ہین کہ کیا اپنے مکان کے اندر تعمیرات محض اس بنا پر روکی جا سکتی ہین کہ وہ کسی دوسرے کے مکانات سے اونچی ہین اگر یہ کوئی قانونی نکتہ ہے تو پھر لاہور امرتسر کی وہ تمام عظیم الشان بلند عمارتین گورنمنٹ کو گرا دینی چاہئین جن پر چڑھکر دوسرون کے گھر نہین نظر پڑ سکتے ہین۔ ہم تفصیل کے ساتھ ان معاملات پر بحث کرینگے +

سردست ہم یہ دکھانا چاہتے ہین کہ منارۃ المسیح مذہبی اصل کی بنا پر بنایا جاتا ہے + دوسرے اس منارہ کی تعمیر سے رفاہ عام مقصود اور مدنظر ہے چنانچہ منارۃ المسیح کا جو اشتہار شایع کیا گیا ہے اسکے اغراض مین سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصہ پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جاوے گا یہ روشنی علاوہ مسجد کے روشن کرنے کے انسانون کی آنکھون کو روشن کرنے کے لئے دور دور جائیگی اور ایک مطلب اس منارہ سے یہ ہو گا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصہ پر ایک بہت بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانچسو روپیہ کی قیمت کا ہو گا۔ نصب کر دیا جاوے گا تا نمازی لوگ اپنے وقت کو پہچانین اور نیز دوسرے انسانون کو بھی اپنے وقت شناسی کیطرف توجہ ہو۔

یہ اغراض اس منارہ کی تعمیر کے متعلق ہین غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ عام فائدہ کے لئے ہین یا نقصان کے لئے علاوہ ازین یہ منارہ اسلام کی مذہبی رسوم مین سے ہے۔ اور مسجد کے عام اغراض کی تکمیل اسکا مقصود ہے۔ ہر ایک جگہ ہندوون نے اپنے مذہبی معبد بہت اونچے بنا رکھے ہین اور مسلمانون نے بھی اور گورنمنٹ عالیہ کی فیاضانہ آزادی نے ایسی عمارتون کی نسبت خواہ وہ ہندوون کیطرف سے ہون یا مسلمانون کیطرف سے یا عیسائیون کیطرف کوئی روک نہین رکھی۔ اس مخالفت سے بجز اس کے اور کچھ غرض نہین کہ سرکار کا وقت ضایع کرایا جاوے۔ اور ہماری جماعت کے مذہبی معتقدات کو صدمہ اور مالی نقصان پہونچایا جاوے + اس لئے ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے امید کرتے ہین۔ کہ وہ کل امور پر کافی غور کر لینگے۔ اور چونکہ عام طور پر ہر ایک قابض کسی زمین کا اسپر کوئی عمارت بنا سکتا ہے۔ پھر وہ عمارتین جو مذہبی رسوم کے ادا کرنے کے لئے کل برٹش انڈیا مین موجود ہین۔ ان پر اعتراض کرنے والے درحقیقت ایک مفسدہ کی بنیاد ڈالتے اور گورنمنٹ عالیہ کو دہوکہ دینا چاہتے ہین جو غیر ممکن ہے اسلئے ہم صاحب موصوف کیخدمت مین مکرر عرض کرتے ہین کہ وہ اس سوال پر جیسا کہ ان کی ذات سے امید کرتے ہین نہایت دور اندیشی اور انصاف پژوہی سے نگاہ کرینگے۔ اور واقعات کی اصلیت معلوم کرنے کی کوشش کرینگے +

تعلیم الاسلام کالج

جیسا اعلان کیا جا چکا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ ۱۵ - مئی ۱۹۰۳ء سے تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح ہو گا کالج کی عمارت کو وسیع کرنے کے لئے سردست بڑی عجلت سے کوشش کی جا رہی ہے اور نئے کمرون کی تعمیر کا کام شروع ہے + مدرسہ اگرچہ ان ضرورتون کی وجہ سے پہلے ہی مقروض ہو گیا ہے اور جدید ضرورتین اور بھی اسے مقروض کر رہی ہین اسلئے قوم کی متفقہ کوشش اور توجہ کی ضرورت ہے + ہر قسم کا روپیہ متعلق مدرسہ خانصاحب نواب محمد علیخانصاحب ڈائرکٹر مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کے نام آنا چاہیئے +

البشریٰ کے متعلق درخواستون کا سلسلہ برابر جاری ہے سومالی لینڈ (افریقہ) سے البشریٰ کے متعلق بڑی مسرت سے بھرا ہوا خط ہمارے مخدوم ڈاکٹر سید جلال کا پہونچا ہے وہ سومالی لینڈ مین اسکی اشاعت کے متعلق خاص دلچسپی لے رہے ہین + ناظرین دعا کرین کہ وہ وقت جلد آ پہنچے کہ ہم اس بشارت عظیم کو دوسرون تک پہونچا سکین +

مکتوبات حکیم الامۃ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ -

میرے پاس جواب طلب خطوط بکثرت آتے ہین - اور ہر ایک یہی لکھتا ہے کہ جواب ہمین دیر نہ فرمادین - مثلاً ایک شخص نے لکھا ہے کہ میرا مباحثہ آریہ اور عیسائیون سے ہے - تاریخ مقرر ہے ہفتہ کے اندر جواب دو - اور سوالات ذیل لکھدئے -

تناسخ کی تردید مفصل لکھو - وجوہ تحریف توریت وانجیل بتفصیل لکھو - قصہ نکاح زینب کا بتفصیل جواب دو - وغیرہ وغیرہ - ایک کا تذکرہ بطور نمونہ ذیل ہے -

اذا قاتل احدکم فلیتجنب الوجہ - اہ - قاتل فعل متعدی ہے اس کا مفعول محذوف ہے - اصل عبارت یون ہے اذا قاتل احدکم احداً - مفعول بوجہ معلوم غیر ملتبس تھا اور احدکم قرینہ ہے - اس کو خذف کردیا - اور موہنہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ موہنہ ارجمند ہی تمام قوے ظاہریہ کا مجمع - آنکھ - ناک - زبان - بلکہ کان - اور ماتھا جس مین تمام اخلاقی قوے موجود ہین سب موہنہ مین ہین - ماتھے کے ہر ایک طرف صدغین کے اوپر وہ مقام ہے کہ اگر اسے صدمہ پہونچ جاوے تو زبان بند ہوسکتی ہے - بدن مین علی العموم ایسے مقامات نہین - مشابہ مین ہمیشہ امور مخصوصہ مراد ہوا کرتے ہین - مثلاً زید کالاسد مین شجاعت مراد ہوا کرتے ہین اسکا دم مت نزد نہیں ان اخلاق فاضلہ اور قوے ملکیہ مین اشرف الخلوقات اور مشابہ آدم ہے - اوران قوے کا بڑا مجموعہ موہنہ مین ہے - اس لئے موہنہ پر مارنا درست نہین +

۲ - سماع موتے - کے ثبوت مین احادیث بکثرۃ ہین - مین چند حوالے دیتا ہون - آپ رجوع الے الکتاب کرکے نقل کرلین پرچہ ہذا ملفوف ہے - شرح الصدور فی احوال الموتے والقبور مین مفصل مرقوم ہین - اور یہ عجیب وغریب کتاب - بمقام لاہور - بازار کشمیری میان فقیر اللہ سوداگر کتب سے ملسکتی ہے - اور حدیث لسمع قرع نعالہم مسلم مین ہے - اور حدیث ابوسعید خدری مسند احمد بن حنبل اور طبرانی کی اوسط مین ہے - اور کچھہ احادیث علیٰ پرچہ پر لکھوادی ہین ملاحظہ فرمادین -

۳ - مدرک رکوع حسب فرمان عالیشان سرور عالم فخر وسید ولد آدم صلے اللہ علیہ وسلم مدرک رکعت ہے - اس کے خلاف کوئی ذی علم فتوے نہین دیسکتا - مگر جناب من غور کرو - رکوع مین تو وہی شخص جاوے گا - جس نے رکوع کے پہلے فرایض کو پورا کرلیا - کیا ایک شخص اگر امام کو رکوع مین پاوے تو بدون وضو یا بدون تکبیر تحریمہ یا قیام کے وہ رکوع مین شریک ہوسکتا ہے - ہرگز نہین - اسی طرح میرے فہم وعلم مین ہے - الحمد شریف پڑھکر امام کا ساتھہ دینا چاہیئے - پس قرأت الحمد شریف کے اگر مقتدی نے امام کو رکوع مین پالیا تو وہ رکعت ہوگئی - اور اگر امام کو سجدہ مین پایا تو رکعت نہ ہوئی - یہ ہے میرے نزدیک امر محقق - اور مین بحمد اللہ کبھی کے جواب کے لئے کذب اور تقول علی اللہ ہرگز نہین کرتا - اور نہ مجھے ضرورت تھی کہ مولوی فضل الدین صاحب کے رد کے لئے کچھہ ایسا لکھتا - جو خلاف اللہ ورسول کے ہوتا ہے - نماز فرض کے بعد سنت کا پڑھنا احادیث سے ثابت ہے اور بعد طلوع آفتاب کے بھی جائز ہے غور کرو - حدیث علیحدہ مرقوم اور ملفوف ہین دیکھیئے -

۵ - اسفروا بالفجر - کے بدلہ دوسری جگہ غلسوا بھی ہے - اور اس کی بابت اسفروا کے معنے خود حدیث بلال مین موجود ہین - اسکو علیحدہ پرچہ پر لکھدیا ہے ملاحظہ فرمائیے - اگر پھر کچھہ کلام ہو تو اطلاع دیجئے - مگر جواب مین آپ کو معلوم رہے - کہ مجھے کام بہت ہین والسلام -

آپ کے سوال نمبر ۶ ، مفصل مرقوم ہے -

آپ نے کونوا قردۃ خاسئین مین دو اعتراض فرمائے ہین

اول یہ کہ قرآن مین مجاز ممکن نہین - پھر اگر حکایات مین مجاز ہوا تو سب حکایات قرآنی مجاز ہون گی - اور اسی کلام ہی مین کذب ثابت ہوتا ہے -

دوم - جب حکم الٰہی اور ارادہ ہوگیا کہ بندر ہوجاؤ - تو حکم الٰہی کو کیا وجہ مانع ہوئی - کہ وہ بندر نہ ہوئے -

عزیز من - یہ دونون امر ایسے موہنہ سے آپ نے نکالے ہین - کہ ان کے سننے کے بعد عالمانہ جواب دینا مجھے پسند نہین رہا - مگر آپکے حالات سے مجھے اطلاع نہین - اس لئے بپاس خاطر لکھتا ہون - ذرہ غور سے سنو -

امام سیوطی عقود الجمان مین فرماتے ہین

وکیھو بحث مجاز اقسامہ حقیقتان الطرفان +
او مجازان کذا مختلفان + کانبت البقل شباب العمر
والارض احیاہا ربیع الدہر + وشاع فی الانشا والقرآن

اوراس کی شرح مین فرماتے ہین - وقع المجاز العقلی فی القرآن کثیرا - پھر شرح مین امام سیوطی نے تین اور مثالین دی ہین -

اول - یوماً یجعل الولدان شیبا - حالانکہ دن بوڑھا نہین - بوڑھا کر دینا اللہ تعالے کا کام ہے -

دوم - یذبح ابناءہم - حالانکہ ثابت نہین کہ فرعون اپنے ہاتھہ سے کرتا تھا - اگر کہا جاوے کہ اس کے حکم سے ذبح ہوئے تو مجاز ہوگیا -

سوم - واذا تلیت علیہم ایاتہ زادتہم ایمانا - اول تو ایمان کا زیادہ ہونا مجاز ہی پھر ایمان کو زیادہ کرنے والا اللہ ہے نہ آیات -

اور چار مثالین مین اور سناتا ہون -

اول فامہ ہاویہ - اللہ تعالے سورہ القارعہ مین فرماتا ہے جسکے نامہ اعمال خفیف ہوئے - اس کی ماں ہاویہ ہے - آپ غور کرو - یہ کیسی حقیقت ہے -

دوم - فلا اقتحم العقبۃ - وما ادراک ما العقبۃ - فک رقبۃ یہان غلامونکا آزاد کرنا - مساکین کا کھانا کھلانا - ڈھکی اور پہاڑ فرمایا -

سوم - ینزل من السماء من جبال اللہ تعالے آسمان سے بادل سے پہاڑ اتارتا ہے -

چہارم - اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح - اللہ تعالے آسمانون زمینون کا نور ہے - اور اس کا نور ایسا ہے جیسے چمنی مین چراغ - اور وہ رکھا ہے طاق مین - اور روشن ستارہ کی طرح چمکتا ہے -

کیون مولوی صاحب - اللہ تعالے - چراغ کی مثال ہے -

تمام قرآن شریف ایسی مثالون سے بھرا ہوا ہے - بلکہ غور کرو تو آپ کو معلوم ہوگا صلوۃ - صوم - زکوۃ - حج - اسلام - ایمان فسق - نفاق - تمام الفاظ مجاز ہین - کیونکہ عام مولوی صلوۃ کے معنے تحریک صلوین - چوتڑ ہلانا کرتے ہین - اور لغت مین لکڑی کو سیدھا کرنیکے لئے گرم کرکے سیدھا کرنا - اسکے معنے ہین - صوم کے معنے کسی چیز سے رکنا - زکوۃ کے معنے بڑھنا - اور حج کے معنے ہین قصد کرنا -

اب بتاؤ کیا یہا حقیقی معنے اگر لئے جاوین تو شرع شریف اجازت دے گی - ہرگز نہین کیا چوتڑ ہلادئے اور نماز ہوگئی یا لکڑی کو

ملفوظات احمدیہ

ایمان کی نعت یہی ہے کہ خدائی نصرتوں کو انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لے جب وہ خدا کی نصرتوں کو دیکھتا ہے تب اُس کا ایمان بڑھتا ہے اور معرفت اور بصیرت کی آنکھ کھلنے لگتی ہے جب تک خدا تعالیٰ کی نصرتوں کی چمک نظر نہیں آتی اسوقت یہہ حالت تذبذب میں رہتا ہے لیکن جب انکی چمکار نظر آجاتی ہے اُسوقت سینہ کی غلاظتیں دُور ہوجاتی ہیں اور اندر ایک صفائی اور نور نظر آتا ہے وہ حالت ہوتی ہے جب اس کے لیے کہا جاتا ہے اتقوا فراستہ المومن فانہ ینظر بنور اللہ ۔

اہل اللہ کہتے ہیں کہ جب انسان عابد کامل ہوجاتا ہے اُسوقت اسکی ساری عبادتیں ساقط ہوجاتی ہیں۔ پھر خود ہی اس جملہ کی شرح کرتے ہیں کہ اس سے یہہ مطلب نہیں ہے کہ نماز روزہ معاف ہوجاتا ہے نہیں بلکہ اس سے یہہ مطلب ہے کہ تکالیف ساقط ہوجاتی ہیں یعنے عبادات کو وہ ایک طور پر ادا کرتا ہے جیسے دونوں وقت روٹی کھاتا ہے۔ وہ تکالیف مدرک الحلاوت اور محسوس اللذت ہوجاتی ہیں پس ایسی حالت پیدا کرو۔ کہ تمہاری تکالیف ساقط ہوجائیں اور پھر خدا تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل اور نہی کو بچنا فطرتی ہوجاوے۔ جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے تو گویا ملائکہ میں داخل ہوجاتا ہے جو یفعلون ما یومرون کے مصداق ہیں۔

سیّد عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

کہتے ہیں کہ جب آدمی عارف اور عابد ہوجاتا ہے تو اسکی عبادت کا ثواب ضایع ہوجاتا ہے۔ پھر خود ہی اُس کی تشریح کرتے ہیں کہ اس کے یہہ معنے ہیں کہ ہر نیکی کا اجر نقد پالیتے ہیں یعنے جب نفس امّارہ بدل کر مطمئنہ ہوجاتا ہے۔ تو وہ تو جنّت میں پہنچ گیا جو کچھ پانا تھا پالیا۔ اس لحاظ سے ثواب نہیں رہتا۔ مگر بات اصل یہہ ہے کہ ترقیات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے سوا اگر ہم کسی اور راستہ پر چلتے تو ہماری کثرت الہام کسی غیر زبان میں ہوتی مگر جب کہ اسی خدا اُسی کی کتاب اور اُسی نبی کے اتباع پر ہم چلانا چاہتے ہیں تو پھر ہم کیوں عربی زبان میں مثل لانے کی تحدی نہ کریں۔

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ جب میں کسی کتاب کا مضمون لکھنے بیٹھتا ہوں اور قلم اُٹھاتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی اندر سے بول رہا ہے اور میں لکھتا جاتا ہوں۔ اصل یہہ ہے کہ یہہ ایک ایسا سلسلہ ہوتا ہے کہ ہم دوسروں کو سمجھا بھی نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ کا چہرہ نظر آجاتا ہے اور میرا ایمان تو یہہ ہے کہ جنّت ہو یا نہو خدا تعالیٰ پر پورا یقین ہونا ہی جنت ہے ۔

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

ایمان کے حصول کے ذرائع

اول۔ صبر کرے۔ صبر کے معنے ہیں مصائب کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نکرے۔ شہوت کے مقابلہ میں حلم۔ مصائب کے مقابلہ میں شجاعت غرض ہر بدی کو ترک کرنا اور ہر نیکی کو لیکر اُسپر جمے رہنا حرص اور طمع کے مقابلہ میں شجاعت سے کام لے جلد بازی کے مقابلہ میں دوراندیشی سے کام لے۔

دوم۔ اگر کسی بدی کا کوئی موقع آیا ہے تو اس بدی کو کسی احسن تدبیر سے ہٹادینا اور اس بدی اور اسکے شر سے بچ جانا۔

سوم۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے دیا ہوا ہے اُس میں سے خواہ جسمانی طاقت ہو خواہ مال کی طاقت ہو آنکھ سے ہوسکے زبان سے ہوسکے قلم سے ہو غرض جس طرح بن پڑے اور جس چیز کی ضرورت ہو اُسکو خرچ کرے۔ مگر محض اللہ کی رضا کے واسطے۔

چہارم۔ وہ افعال و اقوال جن سے حق اللہ اور حق العباد کا کوئی حصہ نہیں نکلتا انکو ترک کردیں یعنے دینی یا دنیوی فوائد سے بے بہرہ اُمور سے الگ رہنا یعنے اعراض عن اللغو کرنا چاہیئے۔

پنجم۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور خود بھی عامل ہونا۔

بحث مباحثہ میں دشمن پر غلبہ پانیکی راہ

اوّل۔ بحث کی خواہش اور ابتدا نہ کرو

دوم۔ اگر کوئی مباحثہ کیلئے مجبور کرے تو پھر اللہ سے دعا کرو۔ اور استغفار پڑھو۔

سوم۔ قرآن شریف ہی سے تمسک کرو اور اسی سے جواب ڈھونڈو۔

چہارم۔ یہہ دُعائیں پڑھو۔ (۱) لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ (۲) سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم (۳) رب زدنی علما۔ (۴) رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔

جو شخص گناہ سے بچنا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے علیم و خبیر ہونے اور اپنی موت کو یاد رکھنے سے اپنی مراد پاسکتا ہے ۔

کلام الامام امام الکلام۔

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدا الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا۔
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہوگیا۔
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشان اس میں جمال یار کا
اُس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا۔
ہے عجب جلوہ تیری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے تیرے دیدار کا
چشمہ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا۔
تونے خود روحوں پہ اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اُس سے ہے شورِ محبت عاشقانِ زار کا۔
کیا عجب تونے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اُن اسرار کا۔
تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں۔
کس سے کھل سکتا ہے پیچ اُس عقدۂ دشوار کا
خوبرویوں میں ملاحت ہے تیرے اُس حسن کی۔
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اُس تری گلزار کا
چشم مست ہر حسین ہر دم دکھاتی ہے تجھے۔
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا۔
آنکھ کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا
ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا۔
تیرے ملنے کیلئے ہم مل گئے ہیں خاک میں۔
تا مگر درماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا۔
ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا
جان گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

تفسیر القرآن

تفسیر القرآن کا دوسرا نمبر خریداران تفسیر القرآن کی خدمت میں بھیجا جاچکا ہے۔ اس نمبر میں امتیاز کیلئے یہ التزام کرلیا ہے کہ زیر تفسیر آیات کو جلی قلم سے اور محدود بہ خطوط کیا گیا ہے اور ترجمہ اور تفسیر کو بھی الگ الگ کردیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو سہولت اور آسانی ہو۔ اور قرآن شریف کے ترجمہ کا طرز اور نمونہ دکھایا جاوے تاکہ اگر اللہ تعالیٰ ہمکو کسی وقت توفیق دے جسکی ہم اُسکی درگاہ سے امیدکر رہے ہیں تو ناظرین کو اندازہ کرنیکا موقع ملجاوے کہ یہہ ترجمہ انکو مل سکتا ہے تفسیر القران کی اشاعت بڑھانے میں الحکم کا ہر خریدار عموماً اور معزز اصحاب خصوصاً حصہ لیں۔ تفسیر القرآن کی اشاعت اگر کم از کم ہزار ہوجاوے تو اسی قیمت پر انشاء اللہ اُسکا حجم بڑھ سکتا ہے امید ہے کہ ہمارے سرپرست اس طرف توجہ کریں گے۔

مینیجر تفسیر القرآن

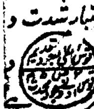
مقرّبِ کامل

پس اس فاضل انگریز کی اس تحریر سے جو ہمارے پاس موجود ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ یہ کتاب پوپوں کے کتب خانوں میں چاروں انجیلوں میں شامل کرکے عزت کے ساتھ رکھی جاتی تھی تب ہی تو ایسے ایسے بزرگ اور فاضل راہب اُس انجیل کو پڑھ کر مسلمان ہوتے تھے پادری صاحبوں نے مدّت تک اپنی کتابوں میں جو ہندوستان میں اکثر اردو میں تالیف کیں اس انجیل کا کسی کتاب میں تذکرہ نہیں کیا اور مسلمانوں اور ہندوؤں میں سے ایسے لوگ بہت کم ہونگے جنکو یہ معلوم ہوگا کہ عیسائیوں کے پاس ان چار انجیلوں کے علاوہ پانچویں انجیل بھی ہے جسکو پڑھ کر بڑے بڑے فاضل اور خداترس راہب مسلمان ہوتے رہے ہیں لیکن اب پادری صاحبوں نے اسقدر اپنے منہ سے اقرار کرنا شروع کردیا ہے کہ محمد صاحب کا نام ہماری انجیل برنباس میں لکھا ہُوا تو ضرور ہے مگر خیال کیا جاتا ہے کہ کسی مسلمان نے لکھدیا ہوگا چنانچہ پادری ٹھاکر داس نے اپنی اظہار عیسوی کے صفحہ ۳۳۲ میں کسیقدر عبارت انجیل برنباس کی جسمیں نام آنحضرتؐ یعنے محمد رسول اللہؐ ایک پیشگوئی حضرت مسیح میں لکھا ہُوا ہے نقل کرکے آخر میں یہی ناکارہ اور فضول عذر پیش کردیا ہے کہ یہہ یا تو کسی عیسائی کا اور یا کسی مسلمان کا جعل ہے لیکن اب تک عیسائی لوگ مسلمانوں کی ان سوالات کے مدیون ہیں کہ وہ جعل کس مسلمان نے کیا اور کب کیا اور کس کس کے روبرو کیا اور کیوں وہ جعلی کتابیں پوپوں کے متبرک کتبخانوں میں الہامی کتابوں کے ساتھ بعزت تمام تر رکھی گئیں اور کیوں بڑے بڑے راہب اور فاضل پادری ان کتابوں کو پڑھ کر اور فی الحقیقت سچ سمجھ کر دین اسلام قبول کرتے رہے۔ اگر در خانہ کس است بس است۔

ایک بڑی پیشگوئی حضرت مسیح کی جو انجیل متی باب ۲۱ میں لکھی ہے آنحضرت کی جلالیت تامہ اور مظہر تام الوہیت ہونے میں اُن لوگوں کے لئے بڑا قوی ثبوت ہے جو ذرا آنکھ کھولکر اس پیشگوئی کو پڑھیں کیونکہ اس پیشگوئی میں جو آیت ۳۳ سے شروع ہوتی ہے اُن تینوں قسموں کے قرب کی خوب ہی تصریح کی گئی ہے جسکا ثابت کرنا اس حاشیہ کا اصلی مدعا ہے سو حضرت مسیح علیہ السلام نے اُن نبیوں کو جو شریعت موسوی کی حمایت کے لئے اُن سے پہلے آئے تمثیلی طور پر قرب کے درجہ میں بطور نوکروں کے بیان کیا ہے جو پہلا درجہ ہے اور پھر اپنے لئے قرب کے دوم درجہ کا اشارہ کرکے بیٹے کے لفظ سے اپنے اُس مقام قرب کو ظاہر فرمایا ہے۔ اور پھر تیسرا درجہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت ہے وہ شخص قرار دیا جو بیٹے کے مارے جانیکے بعد آئیگا جو باغ کا مالک اور نوکروں کا آقا اور اس بیٹے کا باپ مجازی طور پر ہے۔ یہہ بات نہایت صاف طور پر ظاہر ہے کہ جسطرح نوکروں کے آنے اور بیٹے کے آنے سے مراد وہ نبی تھے جو وقتاً فوقتاً آتے گئے۔ اسی طرح اس تمثیل میں مالک باغ کے آنے سے بھی مراد ایک بڑا نبی ہے جو نوکروں اور بیٹوں سے بڑھکر ہے جسپر تیسرا درجہ قرب کا ختم ہوتا ہے وہ کون ہے؟ وہی نبی ہے جسکا اسی انجیل متی میں فارقلیط کے لفظ سے وعدہ دیا گیا ہے اور جسکا صاف اور صریح نام محمد رسول اللہ انجیل برنباس میں موجود ہے یہہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ مسیح جیسا ایک نبی قرب کے تینوں درجوں کے بیان کرنیمیں صرف دو ٹکڑے اُنہیں سے بیان کرکے رہجائے اور تیسرے ٹکڑہ کے مصداق کی طرف کچھ بھی اشارہ نہ کرے بیشک ہریک عاقل اس پیشگوئی پر غور کرکے بہ یقین کامل سمجھ لیگا کہ یہہ تین تمثیلیں تینوں قسم کے نبیوں کی طرف اشارات ہیں اور خود تین قسم قرب ایک ایسی بدیہی اور شاندار صداقت ہے کہ بجز اُس خاص شخص کے جس کی عقل کو طوفان تعصب نے بکلی تحت الثرائے میں لے گیا ہو ہرایک فرقہ اور قوم کا آدمی معارف یقینیہ سے سمجھتا ہے۔

اور یہہ بات کہ کیونکر اور کسطرح معلوم ہو کہ انسان کامل جو سب کاملین سے اکمل اور مظہر اتم مراتب الوہیت اور حقیقی طور پر درجہ سوم قرب سے ممتاز ہے وہ درحقیقت تمام بنی آدم میں سے ایک ہی ہے جو حضرت سیدنا و مولٰنا محمد ہیں اور باقی سب رُسل وغیر رُسل اُس سے مراتب میں کم ہیں ہاں بعض طبائع ظلی طور پر حسب اندازہ دائرہ استعداد اپنی کے اُس کمال کو پاتے ہیں مگر حقیقی واتم واکمل واشد واجلی واصفی وارفع واعلیٰ طور پر کمال مرتبہ ثالثہ اُسیکو حاصل ہے اس سوال کے جواب میں ہم پہلے بھی کسیقدر تحریر کر آئے ہیں کہ وجدان صحیح اور دلائل معقولہ اسبات کو چاہتے ہیں کہ خداتعالیٰ جو واحد لاشریک ہے اور وحدت کو دوست رکھتا ہے وہ مصدر واحدیت ہو یعنی اُسکا طرز پیدائش متفرق اور پریشان طور پر نہ ہو بلکہ اُس نے مخلوقات کے تمام افراد کو ایک احسن انتظام وحدت سے ظہور پذیر کیا ہو اور اسی پر ہمارا ذاتی مشاہدہ بھی شہادت دے رہا ہے جب ہم چھوٹے چھوٹے کیڑوں سے لیکر انسان تک نظر پہنچاتے ہیں یا ہم ایک ایسے آدمی سے جسکی علمی و عملی قوتیں نہایت ہی ضعیف یا پُرظلمت ہیں ایک اعلیٰ درجہ کی فطرت پر نگاہ ڈالتے ہیں تو تمام سلسلہ مخلوقات کا ہمیں یوں نظر آتا ہے کہ گویا وہ ایک خط مستقیم عمودی ہے جسکی ایک طرف ارتفاع اور دوسری طرف انخفاض ہے سو ہمیں اس خط پر نظر ڈالنے سے بناچاری ماننا پڑتا ہے کہ یہہ سلسلہ مخلوقات ادنی المخلوق سے لیکر ایک اعلیٰ مخلوق تک پہنچتا ہے اور ایسی عمدہ ترتیب سے یہ سلسلہ اوپر کو چڑھتا ہے کہ بعض حیوان درمیان میں ایسے آگئے ہیں کہ اُنپر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ انسان اور حیوان برزخ ہیں مثلاً بندر۔

اور یہ دقیقہ کہ تمام کامل انسانوں میں سے ایک ہی اکمل واتم انسان پر اختتام سلسلہ کائنات ہوتا ہے یہہ ایک ایسے دائرہ کے کھینچنے سے جو دو قوسوں پر مشتمل ہو سمجھ میں آسکتا ہے ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ وجود واجب و ممکن جس تناسب سے روحانی طور پر واقعہ ہے اگر اُس امر معقول کو ایک صورت محسوسہ میں دکھلایا جائے تو ایک ایسے دائرہ کی شکل نکل آئیگی جسکا انقسام دو قوسوں پر ہوگا جنمیں سے ایک قوس اعلیٰ اور دوسرا قوس ادنیٰ ہوگا اسیطرح پر قوس اعلیٰ تقسیم و انقسام سے بکلی منزہ اور مدرک عقل و فہم و قیاس و گمان بالاتر ہے لیکن قوس ادنیٰ جو موجودات ممکن الوجود کا قوس ہے وہ باعتبار شدت و ضعف و زیادت نقصان مراتب متفاوتہ متخالفہ پر مشتمل ہے کیونکہ یہہ بات نہایت ظاہر ہے کہ انسانی ترقیات کا سارا سلسلہ وتر کے کسی ایک ہی نقطہ پر ختم نہیں ہوسکتا وجہ یہہ کہ جس نقطہ فطرتیہ سے کوئی نفس اوپر کو ترقی کرنا شروع کریگا اُس کی سیدھی رفتار اُسی نقطہ انتہائی تک ہوگی جو اُسکی جبلت اور استعداد کے پیش رو پڑا ہُوا ہے اب فرض کرو کہ مثلاً نقاد ج۔ د ب۔ ک جو استعدادات مختلفہ انسانیہ کے فطرتی نقطے ہیں نقاط ع ص ط م تک جو اُن کے پیش رو نقاط پڑے ہیں جنکی طرف وہ بخط مستقیم بڑھ سکتے ہیں ترقی کریں تو یہ خطوط مستقیمہ ترقی کی اپنی عمودی حالت میں وتر کے اُن نقاط کو جا ملینگے جو ٹھیک اُنکے محاذات میں پڑے ہیں اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ اس سفلی قوس میں ایک نقطہ ایسا بھی ضرور ہے کہ جو ٹھیک ٹھیک نقطہ مرکز کے محاذ ہے اب فرض کرو کہ وہ نقطہ ح ہے جو مرکز ع کے محاذ اسی طرح نقطہ د کا خط ص اور نقطہ ب کا خط ط اور نقطہ ک کا خط م کا محاذ ہے جبکہ یہہ امر بہ بداہت ظاہر ہے تو اب ہم کہتے ہیں کہ ثبوت ہندسے سے بھی باستعانت اُنیسویں شکل مقالہ اوّل اقلیدس وسینتالیسویں شکل مقالہ مذکورہ بپایہ صحت پہنچ سکتا ہے کہ اگر کسی طرف محیط کے کئی نقاط فرض کرکے قطر دائرہ تک خطوط مستقیمہ عمودی حالت میں کھینچے جائیں تو سب سے بڑا وہ خط مستقیم ہوگا جو نقطہ مرکز تک پہنچیگا +



اور یہہ امر اس بات کو ثابت کرنیوالا ہے کہ نقطہ مرکز تمام نقاط وتر قوسین کی نسبت جو ترقیات انسانیہ کے انتہائی نشان ہیں ارفع و اعلیٰ ہے پس اس سے بالضرورت ماننا پڑتا ہے کہ جسقدر مختلف استعدادیں قوس بشریت میں داخل ہیں اُنمیں سے صرف ایک ہی ایسی استعداد ہے جو سب استعدادوں کی نسبت بلندتر و کامل تر ہے +

اور ثبوت اس بات کا جو صاحب اُس استعداد کامل کا حقیقی طور پر جناب سیدنا و مولٰنا حضرت محمد مصطفےٰؐ ہیں ان پیشگوئیوں سے ہوسکتا ہے جنمیں سے بعض کو ہمنے اسی حاشیہ میں لکھدیا ہے اور نیز ایک عمدہ ثبوت اسبات کا قرآن شریف سے بھی ملسکتا ہے کیونکہ کمالیت وحی ہُوا کرتی ہے جسقدر کسی مورد وحی کی استعداد بلند ہوتی ہے جوہر فطرت مصفّا ہوتا ہے۔ جذبات محبّت نمایاں ہوتے ہیں اور حرکات شوقیہ میں تیزی اور گرمی ہوتی ہے اور وفا اور صدق قیام اور استحکام ہوتا ہے اُسی قدر اُسکی وحی میں کمال ہوتا ہے اب ہماری طرف سے یہہ دعوےٰ ہے جسکو ہم بمقابل ہر ایک فریق کے ثابت کرنیکو تیار ہیں کہ وحی قرآنی اپنی تعلیم اور معارف اور برکات اور علوم میں ہریک وحی سے اقویٰ

اعلیٰ ہے اور اُس کے اثبات میں کسیقدر ہم کتاب براہین میں لکھہ بھی چکے ہیں اور اکثر حصہ اُس کتاب کا جو انشاء اللہ رسالہ سراج منیر کے بعد چھپنا شروع ہوگا انہیں ثبوتوں سے بھرا ہوا ہے اور ہمنے اپنی کتاب براہین میں جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے نہائت معقول اور مدلل طور پر ثابت کر دیا ہے کہ فی الحقیقت قرآن شریف اپنے معارف اور حکمتوں اور پُر برکت تاثیروں اور بلاغتوں میں اُس حد تک پہنچا ہوا ہے جس تک پہنچنے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں اور جس کا مقابلہ کوئی بشر نہیں کرسکتا اور نہ کوئی دوسری کتاب کرسکتی ہے اور حقیقی اور کامل معجزہ اپنے نبی کریم کی رسالت ثابت کرنیکے لئے یہی بڑا بھاری معجزہ اہل اسلام کے ہاتھ میں ہمیشہ کے لئے قیامت تک ہے جواب بھی ایسا تازہ بتازہ موجود ہے جیسے آنحضرت کیوقت میں موجود تھا اور اب بھی مخالفوں کو ایسا ہی لاجواب اور رسوا کر رہا ہے جیسے وہ پہلے کرتا تھا۔
اب اس تمام تقریر کا مدعا و خلاصہ یہ ہے کہ عند العقل قرب الہٰی کے مراتب تین قسم پر منقسم ہیں اور تیسرا مرتبہ قرب کا جو مظہر اتم الوہیت اور آئینہ خدا نما ہے حضرت سیدنا مولٰینا محمد مصطفےٰ کیلئے مسلم ہے جسکی شعاعیں ہزارہا دلوں کو منور کر رہی ہیں اور بیشمار سینوں کو اندرونی ظلمتوں سے پاک کر کے نور قدیم تک پہنچا رہی ہیں وللہ در القائل ؎

محمد عربی بادشاہ ہر دو سرا۔ کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی۔ اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں۔ کہ اُس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی ٭ کیا ہی خوش نصیب وہ آدمی ہے جس نے محمد مصطفےٰ کو پیشوائی کے لئے قبول کیا اور قرآن شریف کو رہنمائی کے لئے اختیار کرلیا اللھم صل علی سیدنا ومولٰینا محمدٍ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ الحمد للہ الذی ھدیٰ قلبنا لحبہ وحب رسولہ وجمیع عبادہ المقربین۔

تا بر دلم نظر شد از مہر و ماہ مارا۔ گر دست سیم خالص قلب سیاہ مارا۔ لطف عمیم دلبر ہر دم مرا بخواند۔ ہرچند مے زنند ایں اغیار راہ مارا ٭ در کوئے دلستانم چوں خاک گو شب و روز۔ دیگر نشاں چہ باشد اقبال و جاہ مارا ٭

النصح
گذشتہ اشاعت سے آگے

(عبد الرحمٰن)

اور دنیا ہے الگ اور اُن کی ہے دنیا الگ
اور فرقے ہیں الگ اور اُن کا ہے فرقہ الگ
اُن کو جو ملتا ہے رب سے اور کو ملتا نہیں۔
اُن کا دل ہلتا ہے جیسے اور کا ہلتا نہیں
اُن کے رُتبہ پر پہنچنا دوستو آساں نہیں۔
وہ بھی انساں ہیں مگر اُن سا کوئی انساں نہیں
اُن کا جو ایمان ہے اوروں کا وہ ایماں نہیں

وہ بھی بندے ہیں مگر بندے تو سب یکساں نہیں
چُن لیا حق نے اُنہیں وہ اس لئے ممتاز ہیں
حق کی مرضی اُنکو ہے معلوم وہ ہمراز ہیں۔
جو یہہ پاتے ہیں خدا سے اور وہ پاتے نہیں۔
جو یہہ لاتے ہیں جہاں میں اور وہ لاتے نہیں۔
جو یہہ سمجھاتے ہیں آکر اور سمجھاتے نہیں۔
یہہ وجود پاک دنیا میں یوں ہی آتے نہیں
اُن کا آنا بے سبب ہے اور نہ جانا بے سبب
چین پانا بے سبب نے دکھ اُٹھانا بے سبب
اور کا ہونا جدا ہے اِن کا ہے ہونا جدا۔
جاگنا اِن کا جدا ہے ان کا ہے سونا جدا۔
اِن کا ہے ہنسنا جُدا اور اِن کا ہر رونا جدا۔
کاٹنا اِن کا جدا ہے ان کا ہے بونا جدا۔
یہہ بھی کھاتے ہیں مگر ہاں انکا کھانا اور ہے
جس زمیں کے یہہ ہیں واں کا آب و دانہ اور ہے
بے ضرورت اِن کا یہاں تشریف لانا ہے محال
یہہ نہیں آتے نہ جب تک دین میں آئے زوال۔
جبکہ سب دنیا بگڑ جاتی ہے بدیوں سے کمال۔
پھیلتا ہے ہر طرف دنیا میں جب دام ضلال۔
بھول جاتے ہیں حقوق حق کو جب سب مرد و زن
جب بگڑ جاتا ہے ادنیٰ اور اعلیٰ کا چلن۔
پھیل جاتا ہے جہاں میں ہر طرف ظلم و فساد۔
اور خلقت کو خدا کی کچھ نہیں رہتی ہے یاد۔
جب تباہ ہوتے ہیں ظلم و جور سے حق العباد
ظالموں سے جب نہیں مظلوم کو ملتی ہے داد
ترک ہو جاتا ہے اکثر دین کا علم و عمل۔
اور جگہ لیتا ہے اس کی آکے جب کذب و دغل
اس طرح ہوتا ہے جب برباد یہہ باغ جہاں
دیکھتا ہے اس کی ویرانی کو اس کا باغباں
سوکھتی اوس کو نظر آتی ہیں ساری ٹہنیاں۔
بے ثمر رہنے کے جب آثار ہوتے ہیں عیاں
تب امنڈ آتا ہے یکدم رحم رب العالمین۔
باغ کا مالی بنا کر بھیجتا ہے اک امین۔
جسکو ملتا ہے یہہ منصب حق سے ہر مامور وہ
اور حریم قدس کا دُنیا میں ہے اک نور وہ ٭
ہاں جناب پاک حق کا ایک ہے منظور وہ
نصرت مولا سے ہو جاتا ہے خود مشہور وہ ٭
دُور ظلمت کو ہے کرتا نور کی چمکار سے۔
باغ کے سارے شجر لدتے ہیں برگ و بار سے
اُس کے آنے سے ہے آتی پھر جہاں میں اک بہار
ایک موسم ہر طرف آتا نظر ہے لالہ زار۔ ٭
کِھلتے جاتے ہیں شگوفے ہر طرف سو صد ہزار
ہر چمن آراستہ ہوتا ہے با نقش و نگار۔
بے ثمر ہوتا ہے گر اس باغ میں کوئی شجر
بیخ و بن سے پھینک دیتا ہے اسے وہ کاٹ کر
ملک کا مالک ہے غیرت مند وہ رب کریم۔

یہہ نہیں منظور اسکو ہو کوئی اُس کا سہیم
شرک اُس کی ذات میں کرنا یہہ ہے ظلم عظیم
ایسے مشرک کے لئے تیار ہے نار جحیم
شرک کی تعلیم سے بیزار ہے رب العباد۔
ملک میں اُس کے نہیں جائز ہے یہ ظلم و فساد
ہو خدا اُس کے سوا موجود یہہ ہرگز نہیں۔
کوئی ہو اُس کے سوا معبود یہہ ہرگز نہیں۔
ہو خلائق کا کوئی مسجود یہہ ہرگز نہیں۔
دے سکے کوئی زیاں یا سود یہہ ہرگز نہیں۔
لے سکے حق خدائی کیا کسی کی شان ہے۔
کر سکے دعویٰ خدائی کا کہاں امکان ہے
جس قدر دنیا میں گذرے اب تلک ہیں انبیاء
اور جنکی ذات سے پھیلی ہے توحید خدا۔
وحدت حق پر ہوئے ہیں جان دل سے سب فدا
واپسیں دم تک یہی اُن کی زبانوں پر رہا
سب سے بالا سب سے اعلیٰ سب سے برتر ایک ہے
یہ شہادت صاف ہے اللہ اکبر ایک ہے
حضرت ابراہیم کی بھی تھی یہی پہلی پکار۔
اک طرف ہوتا ہوں میں اور چھوڑتا ہوں سب
اک خدا ہے جس کے ہیں اوصاف بیحد و شمار۔
میرا بھی مالک وہی ہے اور میرا پروردگار۔
بندۂ فرمان ہوں اُس کا جو ہے رب العٰلمین
میں بری ہوں اُن سے جنکو پوجتے ہیں مشرکین
عہد تھا یہہ ایک پہنچایا تھا جو تکمیل کو۔
کی وصیت اُس کی اسحاقؑ اور اسمٰعیلؑ کو
یہہ ہی سچا عہد تھا پہنچا جو اسرائیل کو
کی وصیت اُس نے اسکی یوسف و راحیل کو
موت جب یعقوب کو آئی کیا اقرار یہہ
سارے بیٹوں کو بلا کر کر دیا اظہار یہہ
سن لو تم سب کا ہے سچا ایک ہی پروردگار۔
باپ دادا کا ہمارے ہے یہی عہد اُس
سر جھکائیں اُس کے آگے اور رکھیں اس پر مدار
بندۂ فرمان ہوں اُس کے جو ہے سچا کر
ہے وہ ابراہیمؑ اور اسحاقؑ کا واحد خدا
اور اسمٰعیل نے بھی اُس کو پوجا ٭
سارے نبیوں نے جو مانا وہ تو ہے اقرار یہہ۔
دی شہادت سب نے جسکی وہ تو ہے اظہار یہہ
موسیٰ و عیسیٰ کا مذہب بھی تو ہے مختار یہہ
اور فرماتے رہے ہیں سید ابرار یہہ
سارے نبیوں کا جو دین ہے وہی احمد کا دین
آپ نے اس دین کو کامل کیا ہے بالیقین
ہے یہی اسلام جسکو کر لیا حق نے پسند۔
ہے یہی وہ دین سب دینوں سے جو
سب صحیفوں میں یہہ ہے مکتوب بے نقص و گزند
عقل کی میزان میں تل کر ہیں نکلے وہ
(باقی آئندہ)

× سراج منیر چھپ چکا ہے عرصہ گذر گیا ٭

دربار شام

۲۲-اپریل ۱۹۰۳ء

جماعت کی تقسیم ایک تذکرہ پر فرمایا کہ ہماری جماعت میں بھی عجیب قسم کی کھچڑی ہے ایک **طاعونی جماعت** ہے یعنے وہ جماعت جو طاعون کے نشان کو دیکھکر اس سلسلہ میں داخل ہوئی ہے اور یہہ جماعت کثرت کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اور بعض قمری شمسی ہیں جو کسوف خسوف کا نشان دیکھکر ایمان لائے اور ہمارے ساتھ آن ملے۔

ایک گروہ خواب بینوں کا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعہ سے ہدایت کی ہے یہہ گروہ بھی بڑا بھاری گروہ ہے۔ بعض عقلی ہیں بعض نقلی ہیں کہ انہوں نے نصوص قرآنیہ سے ہی اس سلسلہ کو پہچانا ہے۔ اسطرح یہہ مختلف طریق سے آئے ہوئے۔

وجود اعدا ہمارا نقارہ ہے فرمایا اعدا کا وجود بھی ہمارا ایک نقارہ ہے جو اعلان کا باعث ہو رہا ہے نقارے بھی تو کئی قسم کے ہوتے ہیں انہیں سے ایک دشمن کا وجود بھی ہے مثنوی رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص کسی کے مکان میں نقب لگا رہا تھا اس صاحب مکان کا پڑوسی کہیں ادھر آنکلا اُس نے چور سے پوچھا کہ تو کیا کرتا ہے چور نے جواب دیا کہ میں ڈھول بجاتا ہوں اُس نے کہا کہ اس سے آواز تو آتی نہیں چور نے کہا کہ کل صبح کو تو سن لیگا کہ اس سے کیسی آواز آتی ہے اسی طرح پر یہ اعدا ہمارے نقارے ہیں اور اعلان کر رہے ہیں۔

حضرت حسنین رضی اللہ عنہما حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر ہوتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا ایمان ہے کہ بزرگوں اور اہل اللہ کی تعظیم کرنی چاہیئے لیکن حفظ مراتب بڑی ضروری شئے ہے ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ حد سے گذار کر خود ہی گنہگار ہو جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے نبیوں کی ہتک ہو جائے وہ شخص جو کہتا ہے کہ کل انبیاء علیہم السلام حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی امام حسین ہی کی شفاعت سے نجات پائینگے اُس نے کیا غلو کیا ہے جس سے سب نبیوں کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہوتی ہے۔

مگر میری سمجھ میں یہہ بات نہیں آتی کہ ان لوگوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعریف میں تو اسقدر غلو کیا ہے مگر امام حسن رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے وقت ان لوگوں سے ایسا دلی جوش صادر نہیں ہوتا اسکی وجہ معلوم نہیں کیا ہے؟ شاید یہی باعث ہو کہ انہوں نے حضرت معاویہ کی بیعت کر لی تھی۔

۲۴-اپریل ۱۹۰۳ء

روح منہ ایسی فینی میں کسی ہندو نے ایک مضمون شائع کر دیا ہے کہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کی نسبت روح اللہ کا لفظ آیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب سے افضل ہیں۔ اسپر حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح کو روح منہ فرمانے سے اصلی مطلب یہہ ہے کہ تا ان تمام اعتراضات کا جواب دیا جاوے جو اُن کی ولادت کے متعلق کئے جاتے ہیں۔ یاد رکھو ولادت دو قسم کی ہوتی ہے ایک ولادت تو وہ ہوتی ہے کہ اُس میں روح الٰہی کا جلوہ ہوتا ہے اور ایک وہ ہوتی ہے کہ اسمیں شیطانی حصہ ہوتا ہے جیساکہ قرآن شریف میں بھی آیا ہے کہ وشارکہم **فی الاموال والاولاد** یہہ شیطان کو خطاب ہے غرض خدا تعالیٰ نے روح منہ فرماکر یہودیوں کے اس اعتراض کو رد کیا ہے جو وہ نعوذ باللہ حضرت مسیح کی ولادت کو ناجائز ٹھہراتے تھے۔ **روح منہ** کہہ کر صاف کر دیا کہ انکی ولادت پاک ہے۔

یہودی تو ایسے بے باک اور دلیر تھے کہ اُن کے مُنہ پر بھی اُنکی ولادت پر حملہ کرتے تھے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ مس شیطان سے پاک ہے اسمیں بھی اسی کی تصدیق ہے ورنہ تمام انبیاء اور صلحا مس شیطان سے پاک ہوتے ہیں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں۔ انکی صراحت اسواسطے کی ہے کہ اُنپر ایسے ایسے اعتراض ہوئے اور کسی نبی پر چونکہ اعتراض نہیں ہوئے۔ اس لئے اُن کی لئے صراحت کی ضرورت بھی نہ پڑی دوسرے نبیوں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے الفاظ ہوتے تو یہہ بھی ایک قسم کی توہین ہے۔ کیونکہ اگر ایک مسلم و مقبول نیک آدمی کی نسبت کہا جاوے کہ وہ تو زانی نہیں یہہ اُسکی ایک رنگ میں ہتک ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو خود اہل مکہ تسلیم کر چکے ہوئے تھے کہ وہ مس شیطان سے پاک ہے تب ہی تو آپ کا نام اُنہوں نے امین رکھا ہوا تھا اور آپ نے اُنپر تحدی کیا کہ قد لبثت فیکم عمرا۔ پھر کیا ضرورت تھی کہ آپ کی نسبت بھی کہا جاتا۔ یہہ الفاظ حضرت مسیح کی عزت کو بڑھانے والے نہیں ہیں اُنکی بریت کرتے ہیں اور ساتھ ہی ایک کلنک کا بھی پتہ دیدیتے ہیں کہ اُن پر الزام تھا۔

یاد رکھو کہ **کلمہ** اور **روح** کا لفظ عام ہے۔ حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت اس میں نہیں ہے **یومن باللہ وکلماتہ**۔ اب اللہ تعالیٰ کے کلمات تو لا انتہا ہیں۔ اور ایسا ہی صحابہ کی تعریف میں آیا ہے **ایدھم بروح منہ** پھر مسیح کی کیا خصوصیت رہی۔

حضرت مسیح کی ماں کی نسبت جو صدیقہ کا لفظ آیا ہے یہہ بھی دراصل رفع الزام ہی کیلئے آیا ہے یہودی جو معاذ اللہ انکو فاسقہ فاجرہ ٹھہراتے تھے قرآن شریف نے صدیقہ کہکر اُن کے الزاموں کو دور کیا ہے کہ وہ صدیقہ تھیں۔ اس سے کوئی خصوصیت اور فخر ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ عیسائی کچھ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، بلکہ ان کو تو یہ امور پیش بھی نہیں کرنے چاہئیں۔

۲۵-اپریل ۱۹۰۳ء

الہام **یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی**

مولوی محمد حسین صاحب کے ذکر پر فرمایا کہ اصل میں اگر کوئی صاف دل اور بے تعصب ہو کر ہمارے دلائل سُنے تو اُسکو معلوم ہو جاوے کہ درحقیقت ہم حق پر ہیں۔ ہمارا ان کا اختلاف ہی کیا ہے۔

مسیح کی حیات ممات کا بڑا مسئلہ ہے اور یہہ ایسا ظاہر کہ اس میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں پڑتی شروع سے یہہ مسئلہ مختلف فیہ رہا ہے اور وفات مسیح اکثر اکابران ملت کا مذہب ہے۔ صحابہ کا یہی مذہب تھا۔ رہا حضرت عیسےٰ کا احیاء موتی۔ اسمیں روحانی احیاء موتی کے تو ہم بھی قائل ہیں اور ہم مانتے ہیں کہ روحانی طور پر مردے زندہ ہوا کرتے ہیں اور اگر یہہ کہو کہ ایک شخص مر گیا اور پھر زندہ ہو گیا یہ قرآن شریف یا احادیث سے ثابت نہیں ہے اور ایسا ماننے سے پھر قرآن شریف اور احادیث نبوی گویا ساری شریعت اسلام ہی کو ناقص ماننا پڑے گا۔ کیونکہ **رد الموتی** کے متعلق مسائل نہ قرآن شریف میں ہیں نہ حدیث نے کہیں انکی صراحت کی ہے اور نہ فقہ میں کوئی بات اسکے متعلق ہے غرض کسی نے بھی اسکی تشریح نہیں کی۔ اس طرح پر یہہ مسئلہ بھی صاف ہے۔

پھر ان کا جانور بنانا ہے سو اس میں بھی ہم اس بات کے تو قائل ہیں کہ روحانی طور سے معجزہ کے طور پر درخت بھی ناچنے لگ جاوے تو ممکن ہے مگر یہہ کہ اُنہوں نے چڑیاں بنا دیں اور انڈے بچے دیدیئے۔ اس کے ہم قائل نہیں ہیں اور نہ قرآن شریف سے ایسا ثابت ہے۔ ہم کیا کریں ہم اس طور پر ان باتوں کو مان ہی نہیں سکتے جس طرح پر ہمارے مخالف کہتے ہیں کیونکہ قرآن شریف صریح اس کے خلاف ہے اور وہ ہماری تائید میں کھڑا ہے۔ اور دوسری طرف بار بار کثرت کے ساتھ ہمیں الہام الٰہی کہتا ہے۔ **قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مومنون۔ قل عندی شہادۃ من اللہ فھل انتم مسلمون**۔ اب ان الہامات کے بعد ہم اور کس کی بات سُنیں اور وہ کون ہے جس کی آواز خدا کی ان آوازوں کے بعد ہمارے دل کو لے سکے؟

مولوی محمد حسین صاحب نے تو خود لکھدیا ہے کہ اہل کشف اور ولی الہام کے رو سے احادیث کی صحت کر لیتے ہیں۔ بعض احادیث ائمہ اہل حدیث کے نزدیک موضوع ہوتی ہیں اور اہل کشف بذریعہ کشف اُن کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ اور وہ حق پر ہوتے ہیں۔ اب وہ خود ہی بتا دیں کہ ہم کیا کریں کیا ہم خدا تعالیٰ کے الہام کو مانیں یا کسی دوسرے کے قیل و قال کو۔

براہین احمدیہ موجود ہے اور وہ دشمنوں دوستوں سب کے ہاتھ میں ہے اسمیں اسوقت سے ۲۵ سال پہلے کی وہ پیشگوئیاں اور وعدے ہیں

الہام۔ مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۰۳ء رب انی مظلوم فانتصر۔ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۰۳ء کو یہہ الہام ہوا۔ انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا

حفظِ صحت اور اسلام

حفظ صحت پر ہمارے مخدوم مکرم ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب ایم۔بی نے ایک لطیف مضمون لکھا ہے۔ جو بڑی دلچسپی اور قدر سے پڑھے جانے کے قابل ہے ہم اپنے ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے اسے ذیل میں درج کرتے ہیں۔۔۔۔۔ ایڈیٹر

حفظ صحت

ہائی جین۔ سینی ٹیشن۔ اس سے مراد وہ تمام تدابیر ہیں جو تندرستی قایم رکھنے کیلئے عمل میں لائی جاتی ہیں خواہ وہ اپنے جسم کے متعلق ہوں یا مکان یا شہر یا غذا یا ہوا یا عادات وغیرہ کے متعلق اس عمل کے عملی حصہ کی طرف قدیم سے تمام دانایوں اور خدارسیدہ ہادیوں کی توجہ رہی ہے جسم۔ پارچہ جات۔ ظروف اور مکان وغیرہ کی صفائی اور پاکیزگی کی نسبت تمام اقوام اور مذاہب میں طرح طرح کی رسومات اور عقائد دیکھے جاتے ہیں جو اغلباً اُن تدابیر حفظ صحت کا بقیہ ہیں جنکی اصل بنا حقیقی دانائی پر تھی مگر بعد ازاں رسم پرست نادانوں کے ہاتھ میں اصل صورت بگڑ کر کچھ کی کچھ بن گئی۔ اور چند رسوم کے اتباع کے سوائے صفائی اور پاکیزگی کے اصل فلسفہ کی طرف کچھ توجہ نہ رہی حالانکہ ہر ایک صحیح الفطرت انسان صفائی اور پاکیزگی کو پسند کرتا اور غلاظت بدبو دار اشیاء سے نفرت کرتا ہے کیا اگر ایک طرف خوشنما پھولوں کا تختہ ہو اور دوسری طرف سڑے ہوئے گھاس پھونس کا۔ تو اُن کا اثر دل پر یکساں ہوا ہے یا انسان یکساں نظر سے اون کی طرف دیکھ سکتا ہے کیا اگر ایک جگہ ایک قطعہ زمین صاف اور پاکیزہ ہو اور دوسرا کوڑا کباڑ یا غلاظت یا غلیظ کیچ وغیرہ کا ذخیرہ اور اُس جگہ چند مسافر وارد ہوں تو وہ ظاہر ہے کہ پہلے قطعہ زمین میں مقام کرنا پسند کریں گے یا دوسرے غلیظ حصہ میں۔

خلاصہ مطلب تمام تدابیر حفظ صحت کا صرف اسقدر ہے کہ اپنے بدن۔ کپڑوں۔ مکانات۔ ظروف۔ زیورات کتابوں۔ صندوقوں۔ الماریوں گلی ظروف کے نیچے کی طرف وغیرہ کو خوب صاف اور ستھرا رکھیں۔ ہوا اور پانی کو تمام فاسد مادوں اور اجزا سے پاک و صاف رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔ مناسب ورزش اور شغل اختیار کریں۔ تاکہ تمام فضلات بدن خارج ہوتے رہیں۔

خراب شدہ عقلیں اور طبیعتیں اگر ان تدابیر حفظ صحت کو فضول سمجھیں تو ایک علیحدہ بات ہے مگر کون صحیح القوی اور سلیم الفطرت انسان ان طبعی ضروریات کو بےمعنی خیال کر سکتا یا اپنے طبعی صفائی کو چھوڑ کر غلاظت کو پسند کر سکتا ہے۔

صفائی ظاہری کا اثر دماغ اور روح اور عقل و اخلاق پر بھی بڑا اثر ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ توّاب اور طاہر لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ متطہر کا لفظ جسم کی ظاہری اور باطنی صفائی پر حاوی ہے۔ اسی لئے طاہر لوگوں سے جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے مستحق ہو سکتے ہیں وہی لوگ مراد ہیں جو اپنے ظاہر و باطن کو جسم کی غلاظت اور معصیت سے صاف رکھیں۔

بائبل میں اسطرح پر ارشاد ہے کہ صفائی ایمانداری سے دوسرے درجہ پر ہے۔

ہندو مذہب میں بھی صفائی کی طرح طرح کی بڑی پابندی ہے میرا اسجگہ پر مذاہب کے حوالے دینے سے یہ مقصود ہے کہ اکثر عوام اور جاہل اور رسم کے پابند۔ بلکہ اکثر تعلیم یافتہ لوگ بھی انتظام صفائی کو کچھ وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے بلکہ اکثر فضول اور بےمعنے سمجھتے ہیں۔ یہ اُن کی کھلی غلطی ہے اسمیں نہ صرف زمانہ حال کی بیحد ترقیات اور معلومات کیطرف سے جہالت ثابت ہوتی ہے بلکہ اپنے اپنے دین کیطرف سے بھی بےخبری ہے اور عمداً سرکشی پائی جاتی ہے میرا خیال ہے کہ شاید دنیا کا کوئی آسمانی مذہب ایسا نہیں جس میں صفائی کی خاص تاکید نہیں پائی جاتی۔

یہ ایک علیحدہ امر ہے کہ زمانہ دراز نے اصل قواعد اور احکام کو بدل کر طرح طرح کی بیہودہ صورتوں اور بےمعنی تعصبات و رسومات میں تغیر کر دیا ہے۔

ذیل میں ہم ہائی جین اسلام کو جو آخری آسمانی مذہب ہے اور جس کے اصل اصل احکام کو زمانہ کی آمیزشوں اور تغیرات سے تحقیق کر لینا آسان امر ہے مختصراً درج کر کے ہائی جین کی ضرورت کیطرف ناظرین کو توجہ دلاتے ہیں۔

قرآن مجید فرماتا ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ یعنی اپنے ہاتھوں سے ہلاکت کے سامان مت پیدا کرو۔ یہ آیت صاف ظاہر فرماتی ہے کہ بہت سے اسباب ہلاکت خود انسان کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ پس یہ قول کہ تمام ہائی جین سراسر فضول ہے۔ جو امراض و بائی ظاہر ہوتے ہیں وہ تمام خاص مشیت ایزدی کے موافق ظہور پذیر ہوتے ہیں صاف اس آیہ کریمہ کے خلاف ہے بلکہ اس سے صاف یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے اسباب ہلاکت انسان خود اپنے ہاتھوں سے پیدا کر دیتا ہے اور اسمیں شک بھی کیا ہے چنانچہ اون بیشمار اسباب ہلاکت میں سے جو انسان خود اپنے ہاتھوں سے پیدا کرتا ہے۔ چند ایک حسب ذیل ہیں پتنگ بازی جس سے صدہا لڑکے چھتوں سے گر کر مرتے ہیں۔ ڈور کی خراش سے ہاتھ چرتے ہیں۔ بٹیر بازی مرغ بازی۔ مینڈھوں کی لڑائی میں سخت مزاجی۔ اور اُن کے جھگڑوں کے باعث بداطواری پیدا ہوتی ہے۔

کبوتر بازی سے تضیع اوقات۔ اور چوری کی عادات ہوتی ہے بعض کے زیورات سوراخدار اور اندر سے خالی ہوتے ہیں۔ اور بچوں کی بےاحتیاطی سے ان میں مواد ردیہ جمع ہوتے رہتے ہیں اور آخر وہ ہلاکت کا موجب ہوتے ہیں۔

پرانے زمانہ کی تاریخ و حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بچوں کے گلے میں ایسی اشیاء ڈالا کرتے تھے جو امراض اطفال اور اُن کے علاج میں قدرے فائدہ کریں۔ اسی طرح آجکل خام رنگ کے کھلونے اور کپڑے اور جھوٹے زیور مضر رساں ہیں بعض اوقات اُن کے بچے بےدھڑک مُنہ میں ڈالکر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور گھر والے تعجب میں رہجاتے ہیں کہ بچہ کیوں ہلاک ہوا۔

اسی طرح تنگ زیور اور تنگ لباس خون کے دوران کو روک کر انواع و اقسام کے امراض کا باعث ہو جاتے ہیں۔ میں نے بعض عورتوں کی کلائیاں دیکھی ہیں کہ تنگ چوڑیکے باعث خشک اور بدشکل ہوگئی ہیں۔ اور بعض کی بھاری چوڑے کے باعث زخمی ہوگئیں۔ یہی حال کانوں کا ہے کہ ان کے صاف نہ رکھنے کے باعث یا زخمی ہونیکے باعث بہرا پن بلکہ ٹنٹس یعنی کرا زپیدا ہوا۔

پنجاب میں ناک کا زیور اسقدر زیادہ ہو گیا ہے کہ عورت ناک کو صاف نہیں رکھ سکتی اور اُن کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ کیڑے ناک میں پیدا ہو گئے اور ناک کے اندر ملی زخموں سے ناک کی ہڈی گل گئی۔

موم وغیرہ بالوں میں ایسا لگایا جاتا ہے کہ بالوں کی صفائی جاتی رہتی اور آخر بال بہت ہی کم ہو جاتے ہیں۔ عطر کی کثرت استعمال سے زکام و نزلہ کی کثرت ہو جاتی ہے ہمارے ملک کے گاؤں میں اکثر زمینداروں کی ایک رسم پسندیدہ ہے کہ لحافوں اور نیچے کے تلائیوں پر کپڑے کا غلاف چڑھا دیتے ہیں۔ اسکا خاص فائدہ یہ ہے کہ امراض جلدیہ کا مبتلا ان میں سوئے یا سوزاک۔ جریان یا کثرت احتلام والا ان میں آرام کرے تو انکی صفائی آسانی سے ہو جاتی ہے۔ بخلاف اُن لوگوں کے جو ایک ہی استر کے لحاف رکھتے ہیں اور ان کے صاف کرنیکا کوئی قاعدہ نہیں۔ نیز ان میں خام رنگ کی چھینٹ استعمال کرتے ہیں۔ رسومات میں چرخہ کا کاتنا۔ چکی کا پیسنا ہمارے ملک میں عمدہ ورزش تھی۔ مگر افسوس کہ موجودہ زمانہ میں گم ہو گئی ہے اس تدبیر سے سینہ کی ورزش ہو جاتی تھی۔

عورتوں میں یہانتک خرابی ہے کہ کوئلے۔ مٹی۔ انڈوں کے چھلکے اور گلی برتنوں کو کھانے میں استعمال کر کے آپ اور اپنے بچوں کو تباہ کرتی ہیں بعض مرچ اور مصالح کی کثرت کرتے ہیں جس سے معدہ اپنے فعل سے سُست اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔ بعض سالن میں املی سے ترشی کی کثرت کرتی ہیں اور ہائیپوکانڈریاسس میں گرفتار ہوتی ہیں بعض نام کے فقیر بدنام کنندۂ نکونامی چند۔ دھتورہ سنکھیا میٹھا تیلیا۔ چرس۔ گانجا وغیرہ کا استعمال کر کے آپ اور اپنے ہمنشینوں کو تباہ کرتے ہیں۔

بدعادات۔ مثلاً جلق۔ اغلام۔ لواطت۔ زناکاری سُست اور بیکار رہنا زیادہ کھانا بہت سونا۔ شراب خواری بھنگ چرس افیون پوست گانجہ تمباکو کا استعمال وغیرہ کی عادت کر کے اکثر لوگ تباہ ہوتے ہیں +

(باقی آئندہ)

صحیفۃ الولاء پر ریمارک

نمبر ---------- ۳

اس دلیل سے واضح اور بین طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور و بعثت کا یہی زمانہ ہے اور یہ بات ایسی سریع الفہم اور صاف ہے کہ ایک بچہ بھی اسکو آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ مسیح موعود کے نزول کی علت غائی کسر صلیب ہے اور آج کل مذہب صلیب اپنے پورے جوش جوانی میں ہے۔ جس سے بڑھکر اُس کی قوتوں کا نشو ونما اور اُس کے حملوں کا ہیبت ناک طریق ہونا ممکن نہیں ہے۔ پھر اگر اسوقت خدا تعالیٰ کی طرف سے اسکی مدافعت نہ ہوتی تو پھر کسی وقت ہوتی۔ علاوہ برین مسیح موعود کو صدی کے سر پر آنا ضروری ہے کیونکہ وہ اپنے زمانہ اور صدی کا مجدد ہے جو صدی کے سر پر آتا ہے تو اب جبکہ بیس برس صدی میں سے گذر گئے اگر اب تک بھی مسیح موعود نہیں آیا تو پھر کیا خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ایکسو سال اور تک اسلام اسی سب و شتم اور تحقیر و توہین کا نشانہ رہے! (معاذ اللہ)

غرض پہلی دلیل اس بات پر کہ مسیح موعود اسی صدی چودہویں میں آنا چاہئے اور اس کا یہی وقت ہے وہ سلسلہ مشابہت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام میں قائم ہے اور اسی مشابہت کے لحاظ سے خلفاء موسوی اور خلفاء محمدی میں مشابہت ہے جس کے لحاظ سے ضرور تھا کہ آنیوالا مسیح موعود جو مسیح ابن مریم کے مقابل واضح ہوا ہے چودہویں صدی میں آئے۔

دوم واقعات اور حالات موجودہ اس قسم کے ہیں جو اس امر کے داعی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت اسلام کے لئے ایک سلسلہ قائم ہو اور وہ سلسلہ منہاج نبوت پر ہو۔ پھر مجدد کی بعثت طبعی طور پر چاہتی ہے کہ اس صدی کے سر پر مجدد آوے۔ اور چونکہ صلیب کا زور ہے اس لئے کسر صلیب کے لئے مجدد آنا چاہئے اُس کا نام **مسیح موعود** رکھا گیا ہے۔

ان ساری باتوں کے علاوہ وہ نشانات اور آیات ہیں جو اس زمانہ کے متعلق تیرہ سو برس پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں اور وہ پوری ہوگئی ہیں۔ چنانچہ منجملہ ان آثار اور علامات کے رمضان میں کسوف خسوف کا نشان تھا، ہم اسوقت ان اعتراضوں پر نظر کریں گے جو اس حدیث کے متعلق کئے جاتے ہیں ہمکو یہاں صرف ان علامات پر نظر کرنی ہے چنانچہ ۱۳۱۱ھ کو یہ نشان پورا ہوگیا اور ایسا ہی ان علامات میں سے اونٹوں کے بیکار ہو جانے اور ریل کے اجرا کی بھی ایک علامت تھی جو پوری ہوگئی یہانتک کہ حجاز ریلوے کے بننے سے عرب میں بھی اس پیشگوئی کا کامل ظہور ہوا چاہتا ہے۔ ایسا ہی ان علامات میں سے جو مہدی کے وقت کیلئے تھیں یہ بھی علامت تھی کہ سہولت آمد و رفت اور خط و کتابت کے ذریعے آسان ہو جائیں گے چنانچہ ڈاک خانوں دخانی جہازوں کے ذریعے یہ سہولتیں میسر آرہی ہیں اور ساری دنیا اب ایک شہر یا محلے کا حکم رکھتی ہے۔ پھر ان علامات میں سے **پریس** کی ایجاد اور اس کے ذریعے اخبارات اور کتابوں کی اشاعت بھی ایک نشان تھا جو پورا ہوگیا اور ایسا ہی یہ بھی ایک نشان تھا کہ نہریں نکالی جاویں گی۔ چنانچہ دیکھ لو کہ کسقدر نہریں کثرت کے ساتھ جاری ہو رہی ہیں پھر ان علامات میں سے پہاڑوں کا اڑایا جانا تھا۔ یہ بھی دیکھ لو کہ کیسے پوری ہو رہی ہے۔ پھر یہ تھا کہ زمین اپنے سارے اثقال باہر نکال دیگی۔ کان کنی کے علوم میں حیرت انگیز ترقیاں اور جیالوجی (طبقات الارض) کی تحقیقات کے نتائج قرآن کریم کی اس پیشگوئی کی عظمت کو بڑھا رہے ہیں ایسا ہی مسیح موعود کے زمانہ کے نشانوں میں سے قحط اور زلزلوں کا آنا وہ بھی پورا ہوا حج کا بند ہونا آخر ایک منذر نشان **طاعون** کا پھیلنا تھا وہ بھی پھیل گئی۔ اور باوجود سرتوڑ کوشش اور صرف کثیر کے ابھی تک اس کے انسداد اور علاج میں کسی کامیابی کا نہ ہونا حیرت انگیز امر ہے اور پھر ان سب نشانات کو اپنے حق میں ثابت کرنیوالا مدعی موجود ہے۔

اب یہ بات کیسی صاف اور روشن ہے کہ جو علامات اور آثار مسیح موعود کے زمانہ کے مقرر کئے گئے ہیں وہ اسوقت پورے ہو رہے ہیں تو کیا **مسیح موعود** کا اسی زمانہ میں ہونا ضروری نہیں؟ ماننا پڑیگا کہ بے شک ضروری ہے

پھر چوتھی دلیل یہ ہے کہ تمام اکابران امت اور اولیاء امت کے کشوف اور رؤیا اور الہامات اس صدی سے آگے مسیح موعود کو جانے نہیں دیتے بلکہ وہ اسی امر کو ثابت کرتے ہیں کہ اسی چودھویں صدی میں آئیگا۔

غرض کثرت کے ساتھ دلائل ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ لاریب مسیح موعود کے نزول کا یہی زمانہ ہے۔ اور ایک مدعی موجود ہے جو پکار کر کہتا ہے

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
بازلبغض وکینہ وانکار ایناں رو بہ بیں
اے علامت گر خدا را برزبان کن یک نظر
چوں خدا خاموش ماندے درچنیں وقت خطر
خستگان دین مرا از آسمان طلبیدہ اند
آمدم وقتے کہ دلہا خوں زغم گردیدہ اند۔
دعویٰ ما را فروغ از صد نشاں ہا دادہ اند
مہر و ماہ ہم از پئے تصدیق من استادہ اند۔

اب چوتھا امر یہ باقی رہ جاتا ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود ہیں یا نہیں اس کے متعلق ہم خود حضرت حجۃ اللہ کی قلم سے لکھی ہوئی چند سطور پیش کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ "چوتھا امر اس بات کا ثابت کرنا ہے کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا چودھویں صدی کے سر پر مقدر تھا وہ میں ہی ہوں سو اس امر کا ثبوت یہ ہے کہ میرے ہی دعوے کے وقت میں آسمان پر خسوف کسوف ہوا ہے اور میرے ہی دعوے کے وقت میں صلیبی فتنے پیدا ہوئے ہیں اور میرے ہی ہاتھ پر خدا نے اس بات کا ثبوت دیا ہے کہ مسیح موعود اس امت میں سے ہونا چاہئے اور مجھے خدا نے اپنی طرف سے قوت دی ہے کہ میرے مقابل پر مباحثہ کے وقت کوئی پادری ٹھہر نہیں سکتا اور میرا رعب عیسائی علماء پر خدا نے ایسا ڈالدیا ہے کہ اُن کو طاقت نہیں رہی کہ میرے مقابلہ پر آسکیں۔ چونکہ خدا نے مجھے روح القدس سے تائید بخشی ہے اور اپنا فرشتہ میرے ساتھ کیا ہے اسلئے کوئی پادری میرے مقابل پر آہی نہیں سکتا۔ یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ نہیں ہوا کوئی پیشگوئی ظہور میں نہیں آئی اور اب بلائے جاتے ہیں پر نہیں آتے اس کا یہی سبب ہے کہ انکے دلوں میں خدا نے ڈال دیا ہے کہ اس شخص کے مقابل پر ہمیں بجز شکست کے اور کچھ نہیں دیکھو ایسے وقت میں کہ جب حضرت مسیح کے خدا بنانے پر سخت غلو کیا جاتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روح القدس کی تائید سے خالی خیال کرتے تھے اور معجزات اور پیشگوئیوں سے انکار تھا ایسے وقت میں پادریوں کے مقابل پر کون کھڑا ہو کس کی تائید میں خدا نے بڑے بڑے معجزے دکھلائے۔ کتاب تریاق القلوب کو پڑھو اور پھر انصاف سے کہو کہ اگرچہ صدہا باتیں قصوں کے رنگ میں بیان کی جاتی ہیں مگر یہ نشان اور پیشگوئیاں جو رؤیت کی شہادت سے ثابت ہیں جنکے بچشم خود دیکھنے والے ابتک لاکھوں انسان دنیا میں موجود ہیں یہ کس سے ظہور میں آئے کون ہے جو ہر ایک نئی صبح کو مخالفین کو ملزم کر رہا ہے کہ آؤ اگر تم میں روح القدس سے کچھ قوت ہے تو میرا مقابلہ کرو۔ عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں میں سے کون ہے جو اسوقت میرے سامنے کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا؟ سو یہ خدا کی حجت ہے جو پوری ہوئی سچائی سے انکار کرنا طریق دیانت اور ایمان نہیں ہے۔ بلاشبہ ہر ایک قوم پر اللہ کی حجت پوری ہوگئی ہے۔ آسمان کے نیچے اب کوئی نہیں کہ جو روح القدس کی تائید میں میرا مقابلہ کر سکے میں انکار کرنیوالوں کو کس سے مشابہت دوں وہ اُس نادان سے مشابہت رکھتے ہیں جسکے سامنے ایک ڈبہ جواہرات کا پیش کیا گیا جس میں کچھ بڑے دانے اور کچھ چھوٹے تھے اور بہت سے اُن میں سے صفا کئے گئے تھے۔ مگر ایک دو دانے اعلیٰ قسم کے تو تھے۔ مگر ابھی جوہری نے نادانوں کے امتحان کے لئے انکو جلا نہیں دی تھی۔ تب یہ نادان غصہ میں آیا۔ اور تمام پاک اور چمکیلے جواہرات دامن سے پھینک دئے اس خیال سے کہ ایک دو دانے ان جواہرات میں سے اس کے نزدیک بہت روشن نہیں ہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ باوجودیکہ خدا تعالیٰ کی اکثر پیشگوئیاں کمال صفائی سے پوری ہوگئیں ان سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھاتے جو سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن ایک دو ایسی پیشگوئیاں جن کی حقیقت کم بصیرتی سے انکو سمجھ نہیں آئی۔ ان کا بار بار ذکر کر رہے ہیں۔ ہر ایک مجلس میں۔ (باقی آئندہ)

عامُ واقفیت بڑھانیوالی خبریں

جزیرہ فارموسا میں شیریں آلو سے شکر تیار کرنے کی تجویز و کوشش جاری ہے فی ایکڑ اراضی میں چالیس ہزار پونڈ آلو پیدا ہوتے ہیں اور ان آلوؤں سے ایک ہزار پونڈ شکر تیار ہوسکتی ہے معقول آمدنی اور منافع کی امید ہے۔

جزیرہ فلپائن کی قوم نیگری ٹیجسن میں دستور ہے کہ بیاہ کے وقت سب لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اور نوشہ و عروس کو نئے پودوں کی ڈالیوں پر بٹھا کر ان شاخوں کو اسقدر جھکاتے ہیں کہ دولہا و دولہن کے سر ایک دوسرے سے ملجائیں اس پر بیاہ ختم ہوجاتا ہے۔

انگلینڈ میں اکثر لوگ مکڑی کے جالے کی گولیاں بناکر مثل دوا کے استعمال کرتے ہیں اس سے لرزہ دفع ہوجاتا ہے ایسا خیال ان لوگوں کا ہے چینی لوگوں نے ہر ایک کیڑے کے جسم سے دوائی کا جوہر نکالا ہے اور اس کا استعمال اکثر امراض میں کیا کرتے ہیں۔ ایسا ہی کاشتکاران آئرلینڈ بعض بعض بیماریوں میں زندہ مکڑی نگل جاتے ہیں۔ ٹیکرس کے ملک کے ایک زندہ مکڑی کو پکڑ کے آخروٹ کے پوست کے خول میں رکھ کر پھر بند کرکے مریض کے گلے باندھا جاتا ہے جب وہ مکڑی مرجاتی ہے مریض کو آرام ہوجاتا ہے۔

لنڈن ٹائمز میں بغیر تار کے بجلی کے ذریعہ نیویارک کی خبریں روزانہ شایع ہوتی ہیں جنکا خرچ ان خبروں سے کچھ ہی زیادہ ہے جو فرانس اور انگلستان کے مابین آتی جاتی ہیں

مسٹر سٹ باشندہ فرانس نے نئے اصولوں پر ایک اُڑنے کی کل تیار کی ہے اُس نے پرندوں کے بازو کی طرح بازو بناکر استعمال کرنیکی کوشش کی ہے گاڑی ایلومنیم دہات کی بنائی گئی ہے اس گاڑی میں ایک موٹر لگا ہوا ہے جس کے ساتھ پانچ بازو لگے ہوئے ہیں۔ ہر ایک بازو ۹ فٹ لمبا اور بیس انچ چوڑا ہے اور بازو ایک لحظہ میں تین بار اوپر نیچے حرکت کرتے ہیں۔

چار گیلن پانی میں ایک چمچہ بھر سپی ہوئی پھٹکڑی گھول کر پانی کو چند گھنٹے ٹھہرا رہنے دو تو جو کچھ غلاظت پانی میں ہوگی وہ برتن کی تہ میں جم جائیگی اور پانی بالکل صاف ہوجائیگا

ٹوٹے ہوئے پھول زیادہ دن تک تر و تازہ رہ سکتے ہیں بشرطیکہ جس پانی میں وہ رکھے جاویں اُس میں تھوڑا سا کافور ڈالدیا جاوے۔

مہذب دنیا میں سوئٹزرلینڈ ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں ایجادوں پیٹنٹ نہیں کرائی جاتی ہیں۔

یہہ عجیب بات ہے کہ امریکہ کے پہلے تین پریسیڈنٹوں نے بیوہ سے نکاح کیا ہے۔

مذہبی دُنیا پر نظر

موج بہار ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ کے مطالعہ سے بہت سے جدید فرقوں کا پتہ لگتا ہے ان فرقوں میں سے ایک فرقہ موج بہار بھی ہے جسکے شاید تین یا چار ممبر تھے + ایڈیٹر الحکم جن دنوں کینال ڈیپارٹمنٹ میں کام سیکھتا تھا اسوقت قصور میں اس فرقہ کے بانی منشی وھنپت رائے قانونی پیرد کار سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس فرقہ کے اصول بالکل نرالے اور عجیب ہیں۔ ہم ان فرقوں اور مذاہب کے پیدا ہونے سے محض اس لئے خوش ہیں کہ چونکہ یہہ مسیح موعود کا زمانہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ کل مذاہب میدان میں نکل آویں اور کوئی فرقہ مخفی نہ رہے کیونکہ مسیح موعود کا کام یہہ ہے کہ اسلام کو کل ادیان پر غالب کرے۔ اور جب تک کل ادیان میدان میں نہ ہوں غلبہ کلی کا ثبوت کمزور ہوجاتا ہے +

عیسائیوں کے بعض جدید فرقے امریکہ اضلاع متحدہ میں یادمن عیسائیوں کا ایک فرقہ ہے جو ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ بیاہ کرنا جائز بتاتے ہیں اس فرقہ کی تعداد اسقدر بڑھ رہی ہے کہ ممالک متحدہ امریکہ کے بڑے بڑے ممبران خائف ہو رہے ہیں۔

مادمن عیسائیوں کے فرقہ کا قائم ہونا بھی اسلام کی عظیم الشان فتح ہے کیونکہ علی طور پر ضرور رجوع کرنا پڑتا ہے اس سے پہلے **طلاق** کا مسئلہ عملی طور پر لے لیا گیا اور قانون بنانا پڑا اور اب **کثرت ازدواج** کیطرف توجہ ہوئی۔ یہہ اسلام کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے جو اسقدر دور اقصاء مغرب میں جاکر ظاہر ہوا ہے۔ اور فی الحقیقت یہہ اس اظہار الدین کے آثار ہیں جو مسیح موعود کے ہاتھ پر مقدر ہیں۔ اور جسکی خوش کن ہوائیں چل رہی ہیں

اسلام کی اور فتح اسی طرح عیسائیوں کا ایک مذہبی فرقہ ملک کینڈا میں پیدا ہوا ہے ان کا خیال ہے کہ کوئی شخص ایماندار نہیں رہ سکتا اگر وہ خدا کی اطاعت کے ساتھ ساتھ انسانی گورنمنٹ کی فرمانبرداری بھی اپنا فرض سمجھے وہ اُس کے لئے بائبل کا حوالہ دیتے ہیں۔ جہاں لکھا ہے کہ ایک انسان دو مالکوں کی تابعداری نہیں کرسکتا انکا خیال ہے کہ انسانوں کو پوری آزادی ملنی چاہئے۔ اس سوال پر کہ کیا وہ مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں... یا نہیں؟ جواب یہہ ملتا ہے کہ ساری دُنیا کے انسان خدا کی اولاد ہیں۔ اس فرقہ کا نام ڈُکھوبور ہے۔

اس فرقہ کی ان تعلیمات پر نظر کرکے بھی اسلام کی فتح ثابت ہوتی ہے۔ اور قرآن کریم کی عظمت کا پتہ ملتا ہے بے شک بائبل گورنمنٹ کی اطاعت کی تعلیم جیسا کہ مندرجہ بالا فرقہ کا اعتقاد ہے اس اصل سے ثابت نہیں ہوتی۔ یہ قرآن شریف ہی کو فخر ہے کہ وہ اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول کے پہلو بہ پہلو **اولوالامر کی اطاعت کی تعلیم** دیتا ہے اور پھر یہہ فخر ہمارے سید و مولا امام کو ہے جنے **اولوالامر کی اطاعت کے حکم کے نیچے گورنمنٹ برطانیہ** کی اطاعت کو رکھا ہے۔ ایسا ہی مسیح کو خدا کا بیٹا ماننے کے سوال کے جواب میں اس فرقہ کا وہی اعتقاد ہے جو اسلام کا ہے۔ کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا۔

ایسے اعتقادات کچھ اب بھی پیدا ہونے شروع ہوئے ہیں۔ جب کہ حضرت مسیح موعود کی نسیم دعوت اطراف عالم میں چلنے لگی ہے اور یہہ آثار و علامات ہیں اس کی کامیابی کے۔ اللھم زد فزد۔

وکیل بحوالہ صحیفہ بجنور لکھتا ہے کہ کھنڈوا ضلع نماڑ محلہ بمبی بازار میں ایک **ایسا تشویش ناک** واقعہ گذرا ہے جو آج تک کہیں سننے میں نہ آیا تھا شیخ کمال محمد خیاط کے اندرونی کمرہ میں کھلی ہوئی رحل پر جزدان میں بند کلام مجید رکھا تھا جسے شیخ مذکور نے ماہ رمضان میں تلاوت کرنے کے بعد وہاں رکھدیا تھا۔ ۱۱-اپریل کو بوقت شام اُس نے جو دیکھا تو بجائے کلام مجید کے راکھ اسی طرح رحل پر رکھی ہوئی تھی قرآن شریف تین جزدانوں کے اندر رکھا مع دو جزدانوں کے جلکر خاکستر ہوگیا۔ صرف اوپر کا جزدان بعض بعض جگہ سے بچا رہا اور رحل کو بھی کچھ کچھ آگ لگی تھی۔ یہہ نہایت پریشان ہوا اور اس کلام مجید کو لے کر برائے تعبیر مولوی صوفی جان صاحب میرٹھی کے پاس جو وہاں اسوقت ایک نامی پیشوائے دین ہیں آیا آپ یہ معاملہ دیکھکر چپ کے چپ رہ گئے۔ نامہ نگار موصوف لکھتا ہے کہ ہماری شامت اعمال سے ہند پر طاعون وغیرہ کی اور ہیبت ناک و بربادی بخش بلائیں تو نازل ہو ہی رہی ہیں۔ مگر یہہ کسی غیر معمولی قہر ربانی کی نشانی معلوم ہوتی ہے۔ خدا خیر ہی کرے۔

ضروری اطلاع

معزز ناظرین الحکم کو معلوم رہنا چاہئے کہ ۱۹۰۳ء کی پہلی چوتھائی گذر چکی ہے اسوقت الحکم کا سالانہ چندہ بمد پیشگی ہر خریدار سے وصول ہوجانا چاہئے لیکن ابھی تک ایک کثیر تعداد باقی ہے۔ بلکہ بہت سے بزرگ ایسے ہیں جن کے ذمہ بعض گذشتہ سالوں کا بقایا بھی ہے۔ ہم نے اس نمبر سے وی پی کا سلسلہ جاری کر دیا ہے۔ جن بزرگوں کو ابھی تک وی پی نہیں پہنچے وہ منتظر رہیں۔ آج کل مطبع میں روپیہ کی سخت ضرورت ہے اگر وی پی کی رقم کی حساب فہمی کی ضرورت ہو تو وی پی بمد امانت رکھکر یا بعد وصول تصفیہ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ خریداران الحکم کا مستقل حساب کارخانہ کے ساتھ ہے۔

خاکسار مینیجر

مختصر نوٹ اور نکات

عالم مذاہب کے میدان میں اُسوقت کل مذاہب نکلے ہوئے ہیں اور ہر ایک بجائے خود کوشش کر رہا ہے کہ اپنی صداقت دوسرے مذاہب پر ثابت کرے۔ ان مذاہب کا میدان میں آنا اور ہر ایک کا بجائے خود اپنی سچائی کے اظہار کی سعی کرنا۔ صاف طور پر بتا رہا ہے کہ اس **اظہار الدین** کا وقت یہی ہے جسکے لئے فرمایا گیا ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ اگر کل مذاہب میدان میں نہ آتے اور ایک مدعی اُٹھ کر کہتا کہ میں مسیح موعود ہو کر آیا ہوں اور اسلام کو غالب کرنے آیا ہوں اسی صورت میں اس کا دعویٰ بلا دلیل سمجھا جاتا اور اسے قبل از وقت قرار دیا جاتا مگر مذاہب کی عالمگیر جنگ نے ثابت کر دیا کہ درحقیقت یہی وقت مسیح موعود کے آنے کا ہے اور ہم بشارت دیتے ہیں کہ وہ حق و حکمت کے ساتھ نازل ہوا ہے

لاھور کی آریہ سماج میں نیوگ اور طلاق کے مضمون پر طبع آزمائیاں ہو رہی ہیں۔ آریہ سماج نہیں معلوم نیوگ کے مسئلہ پر کس دل گردے کے ساتھ بحث کرنے کو آمادہ ہوتا ہے ہم نیوگ کے اعتراضوں کا کوئی جواب اسوقت تک سننا پسند نہیں کرتے جبتک آریہ سماج اس نیوگ کو عام نہ کر دے۔ کم از کم ایک فہرست ایسے ذی عزت سماجیوں کی شایع کرنی چاہیئے جنہوں نے نیوگ سے فایدہ اُٹھایا ہو اور جب آریہ سماج اس قسم کے بیان میں کوئی عار نہ سمجھے گی اسوقت ہم سمجھ لیں گے کہ بیشک آریہ سماج کے نزدیک یہ مسئلہ حیا کش نہیں ہے جیسے بعض شاکت مت والوں کے نزدیک اُن کے بعض افعال و حرکات خلاف شرم و حیا نہیں۔

انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جبتک اسپر کوئی رعب یا جلالی اقتدار کا سایہ نہ ہو وہ کسی حکم کا جوا اپنی گردن پر رکھ ہی نہیں سکتا یہی فطرتی اصول ہے جسکی بنا پر قرآنی تعلیم میں یہ امر ملحوظ رکھا گیا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایمان و اعمال صالحہ کے نتایج اور ثمرات حسنہ کا وعدہ دیا ہے وہاں ہی حق کی مخالفت پر دنیا کے عذاب عظیم اور عقبیٰ کے عذاب الیم کی بھی دھمکی دی ہے اور دنیا میں اقتداری اور جلالی نشان دکھا کر آخرت کے عذاب الیم کے لئے ایک نمونہ قایم کیا ہے۔ یہی وہ اصول ہے جسپر ہر ایک ماموز من اللہ کے مخالفوں کو عذاب الیم سے تنبیہ کی جاتی ہے۔ اس ایک اصل پر غور نہ کرتے ہوئے نادان حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اُس نے موت کی یا دشمن کی ذلت کی پیشگوئیاں کی ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کے اس قانون پر تدبر کرتے تو ایسے اعتراض کیلئے مُنہ نہ کھولتے

خدا تعالیٰ کی طرف سے آنیوالے لوگ جو کبھی محدث مجدد حکیم۔ خلیفہ۔ نبی۔ رسول وغیرہ ناموں سے پکارے جاتے ہیں چونکہ دنیا میں ایک اخلاقی تبدیلی کے لئے آتے ہیں کیونکہ ان کے آنے سے پہلے دنیا کی حالت مسخ ہو گئی ہوتی ہے اور شیطان کی حکومت کے نیچے لوگ ہوتے ہیں شیطان ایک خطرناک جنگ کا منصوبہ کرتا ہے اس لئے ان خدا کے رسولوں کی سخت مخالفت اور مزاحمت ہوتی ہے اس مخالفت کا راز اور سِرّ یہی ہے کہ چونکہ شیطان کی مرضی کے خلاف ہوتا ہے اس لئے وہ جوش پیدا کرتا ہے۔ قوم اپنے باپ دادا کے مانے ہوئے اصولوں پر فدا ہوتی ہے اور وہ اپنے مسلمہ اعتقادات اور رسومات کے خلاف سُننے کی طاقت ہی نہیں رکھتی حمیت جاہلیت اور قوم کی تیز آگ اُن کو قبول حق سے روکتی ہے۔ بداخلاقیاں۔ بدکاریاں۔ عیش و عشرت دنیا کے آرام ایک مصلح کی بات سننے نہیں دیتے اور ایک جنگ شروع ہو جاتا ہے۔ قوم چاہتی ہے کہ وہ مصلح خاموش ہو مگر وہ اُن تمام مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے بھی باطل اعتقادات اور رزائل فاسدہ کی تردید کرنے میں جرأت اور دلیری سے کام لیتا ہے جس سے جوش بڑھتا اور مخالفوں کا غضب بھڑکتا ہے۔ لیکن آخر خدا کا مامور اپنے فوق العادت استقلال اور خارق عادت عزم سے جیت جاتا ہے اور جو کچھ وہ کرنا چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔

اسی اصل پر اگر حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کے مخالف اُٹھ کر فیصلہ کرنا چاہتے تو صفائی کے ساتھ امر حق کھل جاتا مگر اُنہوں نے نہیں چاہا کہ فیصلہ ہو۔ کسقدر زور لگایا گیا کہ وہ مسیح کی وفات کے مسئلہ پر زور نہ دے اپنی مسیحیت و مہدویت نہ منوائے۔ مگر اُس نے اُنکی باتوں کی ذرا پروا نہیں کی اس کے نزدیک جو حق تھا اور جو حق نے دیا تھا اُس نے نہیں چھوڑا جبتک دنیا کو منوا نہیں لیا مسیح موعود کا خارق عادت استقلال اور عزم ایک عظیم الشان معجزہ ہے اور منہاج نبوۃ پر ایک قوی برہان ہے اس کی سچائی کی مگر اس کے لئے جو دیدۂ بصیرت رکھتا ہو ورنہ اندھے تو سورج کے وجود سے بھی انکار کر سکتے ہیں +

ضرورت امام کا سوال اکثر لوگ کر دیتے ہیں کہ کیوں ایک امام کی ضرورت ہوتی ہے؟ اس کا کافی اور تسلی بخش جواب اسی نام کی ایک کتاب میں دیا گیا ہے۔ لیکن ہم ایک اور پیرایہ میں اسکا مختصر جواب دینا چاہتے ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ انسان میں آزادی اور خودسری کا جوش مخمر کیا گیا ہے لیکن باایں جوش آزادی اس کی فطرت میں یہ بات بھی رکھی گئی ہے کہ وہ ایک مقتدر حکومت کے نیچے ہو کر چلنا چاہتا ہے اور یہی وہ راز ہے کہ تمدن اور تہذیب کے ساتھ ساتھ حکومت کی بیخ بھی لگی ہوئی ہے ورنہ اگر آزادی اور خودروی و خودسری ہی کوئی نعمت اور دولت تھی یا انسان کی زندگی کا منشا اور مدعا یہی تھا تو تہذیب و تمدن کی غایت یہی ہوتی لیکن اس کا نتیجہ کیا ہوتا؟ فساد فی الارض اور سفک الدم۔ اس لئے تہذیب سے مہذب اور متمدن سے متمدن قوم نے بھی کسی نہ کسی پہلو سے اپنا ایک ہی لیڈر رکھا ہے جس کے حکم کے ماتحت وہ چلتی ہے۔ جو لوگ بادشاہ کا لفظ بھی سُننا پسند نہیں کرتے اور جمہوری حکومت کی برکات کا اعلان کرتے ہیں وہ گو کسی بادشاہ کے تابع نہ ہوں لیکن اپنی جمہوری حکومت کا پریسیڈنٹ انکو بھی بنانا ہی پڑا ہے اسی طرح عملی طور پر دیکھو کہ کوئی مجلس کوئی کمیٹی کوئی نظام بدوں اس کے نہیں چلتا پس جب اس انتظام ظاہری میں انسان بالکل بے نیاز نہیں ہو سکتا اور کسی نہ کسی کے ماتحت ہو کر ہی چلنا پڑتا ہے۔ اسی طرح پر روحانی نظام اور باطنی حکومت میں بھی ایک خاص فرد کا ہونا لازمی امر ہے۔ یہی وہ خاص فرد ہے جو امام۔ خلیفہ۔ مجدد محدث۔ نبی یا رسول کے لقب سے ملقب ہوتا ہے۔ اب یہ تو فطرتی اور طبعی تقاضا ہے اس کے خلاف کوئی کیا لکھ سکتا ہے؟ -

ارشادات اور ہدایت خلق اللہ کیلئے

جو لوگ مامور نہیں ہوتے خواہ وہ مکالمات الٰہیہ سے بھی مشرف ہوں اور ایسے بہت لوگ ہیں جو ہوتے ہیں اُن پر **امام** کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ کیونکہ اُن کو وہ کمالات نہیں دئے جاتے جو امام کو دئے جاتے ہیں یہ امر دیگر ہے کہ وہ ولی ہوں یا ابدال ہوں۔

روح اللہ و کلمۃ اللہ کی حقیقت

جب انسان خدا تعالیٰ کے فضل سے ہدایت پاکر بندہ حق اور حقانیت کیطرف ترقی کرتا ہے اور نفس اور نفسانی امور کو چھوڑتا ہے تو آخر انتہائی نقطہ اُس کے تصفیہ نفس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ بکلی ظلمت نفس اور جذبات نفسانیہ سے باہر آکر اور جسم کو جو تخت گاہ نفس ہے کثافت جسمانیہ کر دھو کر ایک مصفا قطرہ کی طرح ہو جاتا ہے اسوقت وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں فقط ایک روح مجرد ہوتا ہے جو گداز نفس کے بعد باقی رہجاتا ہے اور اطاعت کاملہ مولیٰ میں ملائک سے ایک مشابہت پیدا کر لیتا ہے تب اس مقام پر پہنچکر عنداللہ اُسکا حق ہوتا ہے جو اسکو روح اللہ اور کلمۃ اللہ کہا وے یعنے جب انسان تبتل الی اللہ میں ایسا کمال حاصل کرے جو فقط روح رہ جاوے تب وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک روح اللہ ہو جاتا ہے اور آسمان میں اُس کا نام عیسیٰ رکھا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ایک روحانی پیدائش اُسکو ملتی ہے جو کسی جسمانی باپ کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا سایہ اسکو وہ پیدائش عنایت کرتا ہے پس درحقیقت تزکیہ اور فنا فی اللہ کا کمال یہی ہے کہ ظلمات جسمانیہ سے اسقدر تجرد حاصل کرے کہ فقط روح ہی رہجاوے یہی مرتبہ عیسویت ہے جسکو خدا چاہتا ہے عطا کرتا ہے +

رقیمۃ الوداد فی اللہ بخیر العباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

محب مکرم حضرت مولوی محمد حسین صاحب ابو سعید سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم خاکسار محمد احسن امروہوی آپ کی خدمت عالی میں چند سطور ذیل گذارش کرتا ہے وھی ھذا ؎

ولقد اسفت علی تفرق شملنا
اسفا افاض الدمع من اجفانی

حضرت مولوی صاحب اگرچہ یہ شب ہجر و فراق جو خاکسار اور جناب کے مابین واقع ہوئی ہے اُس کی مدت ایک پورے قرن کی منقضی ہو چکی ہے تاہم بحکم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ مجھکو اس شب ہجر کے صبح ہونے سے بالکل یاس بھی نہیں ہوئی ہے و نعم ما قیل ؎

فرہا باید کہ تا از فضل حق پیدا شود
بایزید سے در خراساں یا اویسے در قرن

ظاہر بینوں کی نظروں میں تو یہی امر متحقق ہے کہ دامن اس شب ہجر کا اسقدر طویل الذیل ہے کہ اس عالم میں اختتام کو نہ پہونچے گا اور فی الحقیقت ظاہر بھی یہی ہے کیونکہ ؎

سہ چیز است آنکہ پایانے ندارد
شب من ہجر من افسانہ من۔

مگر میں اُسی آیت کریمہ مذکورہ کو نصب العین لینا کرکر مکرر عرض کرتا ہوں ؎

واقول للحساد موتوا حسرتا
واللہ انی قد بلغت امانی

اب اس جگہ پر بعض سبب بلوغ امانی کے کچھ مختصر التحریر کرتا ہوں وھو ھذا

آپ کو یاد ہوگا کہ جس زمانہ میں اُفق لاہور سے اشاعۃ السنتہ کا چاند طلوع ہو نیکو تھا اور ابھی تک پورا طلوع نہ ہوا تھا تو اس خادم قدیم نے ایک دیا مصباح الادلہ روشن کیا تھا جو باذن اللہ و حولہ یخرجہم من الظلمت الی النور کا مصداق ہو گیا تھا والحمد للہ ثم الحمد للہ کہ وہی قمر اشاعۃ السنتہ کا اپنے افق سے طلوع بھی ہوا اور پھر اپنے درجہ کمال کو بھی پہونچا حتی کہ بتقدیر اللہ تعالیٰ کچھ ایسے اسباب سماوی و ارضی جمع ہو گئے کہ اب وہ قمر ہر طرح سے درجہ سلخ اور مرتبہ افول کو پہنچ گیا ہے وکان امر اللہ قدرا مقدورا

اب اُس پر علاوہ یہ ہوا کہ جس افق یعنی شہر لاہور سے یہ قمر اشاعۃ السنتہ کا طلوع ہوا تھا اب اُسی افق سے گرد باد اضاعۃ السنتہ چکڑالوی کسی کی شومی اعمال سے پیدا ہو گئی ہے نہیں معلوم کہ یہ گرد باد کس کس غبی کی آنکھ میں پڑکر اُن کو اندھا کر دیوگی۔ چھٹ بھیا چٹو وغیرہ تو اس تاریکی گرد باد میں پڑکر چکر میں آہی گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب فرمایئے کہ ایسے فتنہ عظیمہ کے وقت میں بھی کیا آپ کا اور خاکسار کا یہ فرض منصبی نہیں ہے کہ ہر دو باہم متفق ہو کر پھر اُسی قمر سنت نبوی کے لیے تضرع و زاری کے ساتھ دعائیں بھی کریں اور اس ظلمات گرد باد کے صدمہ سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کے لیے اپنے قوائے علمیہ عطیہ الٰہیہ سے بھی حتی الوسع کام لیویں۔ ایسے وقت میں سلف صالح کا متفق اور متحد ہو جانا باوجود باہمی سخت اختلاف کے مقابل میں مخالفین اسلام کے کیا آپ کے پیش نظر نہیں ہے جو اس امر اسلامی میں ہم اور آپ متفق نہ ہوں تا کہ چکڑالوی اس گرد باد کے چکر میں خود ہی فبہت الذی کفر کا مصداق ہو جاوے اور پھر یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا کی فریاد خود اُس کی زبان حال یا قال سے مسموع ہونے لگے اور غافلوں پر واضح ہو جاوے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر صراط مستقیم ہے لا غیر اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ آمین۔ اور ثابت ہو کہ چکڑالوی کے تمام خیالات شیطانیہ محض غلط در غلط ہیں اور وساوس الخناس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس

اگرچہ ابھی خاکسار نے اس ضلالت کے چکر میں گرفتار چکڑالوی کی کوئی تحریر نہیں دیکھی جو اُسکے رد کیطرف توجہ کرتا مگر بتواتر سنا گیا ہے کہ یہ شخص اُس رحمت الٰہیہ سے بالکل محروم ہو گیا ہے جو آیت ورحمتی وسعت کل شئی فسأکتبہا للذین یتقون الی آخر الآیت میں مندرج ہے۔ کیسا غضب ہے کہ یہ شخص اُس رسول نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم کو احکام اتباعیہ شرعیہ میں معلم کتاب اللہ نہیں مانتا جس کی شان میں یعلمھم الکتاب والحکمۃ خود قرآن مجید میں وارد ہے اور اُس سنت رسول اللہ کو مبین نہیں سمجھتا جس کی نسبت آخر اس آیت ذیل میں فرمایا گیا ہے ان علینا جمعہ وقرانہ فاذا قرانہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ اور کسی جگہ پر ارشاد کیا گیا ہے الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورات والانجیل کیا سیاق و [illegible] ت ہذا سے ثابت نہیں ہے کہ تمام تفاصیل معتقدات و اعمال و اخلاق و مقامات میں اتباع اُس رسول نبی امی کا ضرور ہے ورنہ پھر رحمت الٰہیہ سے کسی کو حصہ نہیں ملیگا اور نیز ارشاد ہوا ہے یامرھم بالمعروف و ینھاھم عن المنکر کیا اس آیت سے یہ امر ثابت نہیں کہ ہر ایک معروف شئے کا وہ نبی الرحمۃ امر فرماتا ہے جو تمام خیر دین و دنیا کو مشتمل ہے اور ہر ایک منکر سے روکتا ہے جس سے تمام شر مرتفع ہوتے ہیں پس جو جو معروف و منکر سنت صحیحہ مرفوعہ متصلہ میں آگئی ہیں کیا وہ واجب العمل والاخذ نہیں ہیں؟ کلا ثم کلا۔ یہ کیسا جہل ہے کہ شارع علیہ السلام کو شارع نہیں جانتا حالانکہ ارشاد ہوا ہے ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبائث پس جن اشیا کی حلت سنت طیبہ میں موجود ہی وہ سب خبائث میں داخل ہیں۔ کیونکہ وہ سب محرمات بحکم ثم ان علینا بیانہ کے بواسطہ اُس رسول نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم کے مبین ہو چکی ہیں۔ افسوس کہ یہ شخص ایسے مقتدا اور مطاع مطلق کے اتباع سے انکار کرتا ہے جس کے واسطے ارشاد ہوا ہے کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا اللہ و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر اور نیز ارشاد ہے کہ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما

ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسوقت بن موجود نہیں ہیں جو اپنے ملحد کو یا دانش سکے کردار و گفتار کی ملمع ا لی - اور نیز فرمایا گیا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور پھر رشاد ہے کہ وما ینطق عن الھوی ان ہو الا وحی یوحی اور نیز ارشاد ہے قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الذی لہ ملک السموات والارض لا الہ الا ھو یحی ویمیت فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون۔ اب فرمائیے کہ کوئی شخص بغیر اتباع سنت اُس رسول نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم کے کیونکر مہتدی ہو سکتا ہے کیا اُسکو نہیں معلوم کہ اُس نبی امی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے لیے فرمایا گیا ہے کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم اور اسی کی اتباع کے لیے ارشاد ہے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا۔

مولوی صاحب اگر سنت رسول کوئی چیز نہ تھی تو اس قسم کی صدہا آیات خود قرآن مجید میں کیوں مندرج ہوئیں اور اگر سنت نبویہ کا اتباع جو بتعامل و نیز بتعلیم و تعلم وقتاً فوقتاً سلسلہ وار اُمت میں چلا آیا ہے بعذر ماننے بار دہ کذا و کذا غیر ممکن تھا تو پھر تکلیف امر غیر ممکن اور مالا یطاق کے ہمکو اللہ تبارک و تعالیٰ نے کیوں مکلف فرمایا کیوں کہ چکڑالوی کے خرافات کے بموجب تو نبی امی علیہ الصلوۃ والتسلیم نہ مبین قرآن مجید ہیں اور نہ معلم کتاب اللہ اور نہ متبوع اور مقتدا اور نہ شارع شریعت اسلامیہ محلل طیبات اور نہ محرم خبائث وغیرہ وغیرہ پھر آنحضرت کی طرف ان تمام مسندوں کی اسناد کیونکر ہو سکتی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان تمام مسندوں کے مسند الیہ کیونکر ٹھہر سکتے ہیں۔ ایضاً قال اللہ تعالیٰ و انزل علیک الکتب والحکمۃ و علمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ اس آیۃ میں علاوہ انزال کتاب اللہ کے انزال حکمت کا بھی مذکور ہے یہاں ہم حکمت کی تعین میں بحث نہیں کرتے کہ وہ سنت نبوی ہے یا کچھ اور ہے بلکہ اس آیت کی تفسیر میں یہہ کہتے ہیں کہ آیت ہذا میں تیسرے درجہ میں وہ تعلیم ہے جو انزال کتاب اور حکمت کے علاوہ ہے جسکو فضل عظیم سے ختم فرمایا گیا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ وہ تیسری چیز جو علاوہ انزال کتاب اور حکمت کے ہے وہ کیا ہے اور بقا اُس کا اس عالم میں قیامت تک ہے یا نہیں۔ بشق ثانی کان فضل اللہ علیک عظیما کے منافی ہے اور بشق اول وہ کونسا علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اب باقی الی قیام الساعۃ ہے جسکو فضل عظیم کہا جاوے جواب اس کا بجز اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ علم رسول باقی الی قیام الساعۃ جو مصداق وکان فضل اللہ علیک عظیما کا ہو سوائے سنت صحیحہ کے جس میں تمام تفاصیل قرآنی اور شرائع اسلامیہ کی تعلیم موجود ہے اور اُسکی حفاظت کے لیے سلسلہ تعامل اور نیز سلسلہ تعلیم و تعلم اس اُمت میں برابر چلا آتا ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جملہ لم تکن تعلم قرآن مجید میں موجود ہے مگر اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسی چیز ہے کہ صرف اجتہاد کے قوائے بشریہ سے اُس کا علم حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کی تعلیم وہبی طور پر نہ ہو اسلیے اُسکو انزل کے تحت میں داخل نہیں فرمایا بلکہ طرز اسلوب نظم قرآنی کا تبدیل فرما کر اسطرح ارشاد کرنے کی ضرورت ہوئی کہ علمک ما لم تکن تعلم یعنی کل وہ چیز بھی تجکو وہبی طور پر تعلیم کر دی جو تو اپنے اجتہاد قوای بشریہ سے اُس کا علم صرف کتاب کی تعلیم سے حاصل نہ کر سکتا تھا بلکہ وہبی طور پر محض تعلیم ربانی سے اُس کا علم تجکو حاصل ہوا - ہاں یہ امر بھی ہمکو مسلم ہے کہ یہ علم سنت نبویہ کا مغائر قرآن مجید کے ہونا غیر ممکن ہے اور یہی فضل عظیم ہے کہ جن چیزوں کا علم اجتہاد بشری سے خارج ہو وہ بطور وہبی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطابق کتاب اللہ تعلیم کیا جاوے۔ پس ثابت ہوا کہ وہ تمام احکام متعلق اعتقادات و اخلاق و اعمال و حشر و نشر و برزخ وغیرہ جو سنت نبویہ میں صحیح طور پر ثابت ہیں وہ منجانب اللہ تعلیم الٰہی ہیں جو وحی غیر متلو ہے اور شق ثانی قرآن مجید کا ہے - صدق اللہ و رسولہ ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنۃ رسولہ ما و اولا فی الموطا اور اسی نبی امی کے مطاع مطلق ہونیکی اثبات کے لیے امور تشریعیہ میں فرمایا گیا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ و الیوم الاخر اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم امور تشریعیہ میں مطاع مطلق نہیں ہیں تو پھر ردوہ الی اللہ والی الرسول کے کیا معنی ہونگے مولوی صاحب یہ شخص علاوہ انکار و تکذیب ان آیات بینہ کے تمام اون علوم حقہ دینیہ کو ضائع اور باطل کرنا چاہتا ہے جن سے اُمۃ مرحومہ کو تمام امتوں پر فخر اور شرف حاصل ہے یہ بات جُدی ہے کہ کسی فرد کامل نفس قدسی کو بعض علوم مدونہ کی حاجت نہ ہو جیساکہ آپ نے ریویو براہین میں محرر فرما دیا ہے بعد ملاحظہ ان سطور کے فرمائیے کہ تفاصیل اعتقادات ایمانیہ و تفاصیل جملہ اعمال دینیہ اسلامیہ و نیز تفاسیر اخلاق و مقامات احسانیہ عام طور پر کافۃ للناس کو بغیر نمونہ کے کسطرح معلوم ہو سکتے ہیں جن سب کی تبلیغ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نمونہ بنکر بخوبی فرما دی جو سنت نبویہ میں موجود ہیں اور مکذبان تمام مسائل اسلامیہ مندرجہ سنت نبویہ کا کیا جواب دیوینگا اس آیت کا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ کیونکہ تمام مسائل جو سنت صحیحہ میں مفصل اور مشرح موجود ہیں قرآن مجید میں بایں تفصیل و تشریح کہاں مذکور و مزبور ہیں ہاں یہ مسئلہ ضرور بالضرور صحیح ہے کہ

وکل العلم فی القران لکن

یہ بھی تو مسئلہ لا جواب ہے کہ

تقاصر عنہ افہام الرجال

پس بالضرور قرآن مجید سے اکثر علوم و مسائل دقیقہ کے سمجھنے میں ہم محتاج ہیں کسی ایسے معلم کامل کے جسکو وہ علوم دقیقہ بطور وہبی کے منجانب اللہ تعلیم کیے گئے ہوں۔

مولوی صاحب ہمارے اور آپ کے درمیان آجتک ان احکام شرعیہ اتباعیہ متعاملہ میں کوئی تہوڑا سا بھی اختلاف نہیں ہوا ہے صرف چند احادیث پیشگوئیوں کے فہم میں اور انکو اصلی معانی سمجھنے میں کچھ تھوڑا سا اختلاف ہے جنکو قطع نظر اس کے کہ اُن میں مجاز اور استعارات کو بھی دخل ہوتا ہے ارکان اسلام و اخلاق و اعمال کی بجاآوری میں کچھ تعلق نہیں اور

بعد امعان نظر اور غور کر نیکے یہ اختلاف عنقریب رفع بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ انصاف اور تقوی اللہ مرعی رہے کما ثبت فی محلہ الحاصل بعد اللتیا و التی خاکسار آپ سے بالمشافہ شرف ملاقات حاصل کرنا چاہتا ہے اس غرض سے کہ اس فتنہ و فساد چکڑالوی کے دور کرنے کے لیے مشورہ کرے اور بجائے چکڑالوی کی اضاعۃ السنۃ کے پھر اشاعۃ السنۃ النبویۃ قائم کی جاوے خصوصًا ایسی حالت میں کہ قمر اشاعۃ السنۃ کا اسوقت افول کے درجہ پر پہونچگیا ہے تاکہ بحکم اول با آخر نسبتی دارد کے خاکسار کیطرف سے پھر وہی خدمت جو اول ہوئی تھی آخر میں بھی واقع ہووے

کے دہد دستا ئیں غرض یارب کہ ہمدستان شوند
خاطر مجموع ما زلف پریشان شما

تنبیہ برائے فرقۂ چکڑالوی

واضح ہو کہ ایسے ملحدوں کے تمسکات بیجا اس قسم کی آیات سے ہوا کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ نزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شئ مگر اس قسم کی آیتوں سے سنت متعاملہ نبویہ کے ترک کے لیے استدلال کرنا محض باطل ہے اور مصداق اس تمسک بیجا کا ہے کہ کوئی سفیہ ترک صلوۃ پر لا تقربوا الصلوۃ سے تمسک کرے کیونکہ اول تو بقرائن سیاق و سیاق آیت مذکورہ کے ظاہر ہے کہ اس میں لفظ لکل شئ سے وہ امور مراد ہیں جو متعلق شہادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں کیونکہ ذکر شہادت رسول کا سیاق آیت میں مذکور ہے کما قال اللہ تعالیٰ یوم نبعث فی کل امۃ شہیدا علیہم من انفسہم وجئنا بک شہیدا علی ہؤلاء و نزلنا علیک الکتٰب تبیانا لکل شئ وھدی و بشرٰی للمسلمین۔ اور ثانیًا وہ معارف واحکام و اخبار متضمن ہدایات و رحمۃ و بشری مراد الٰہی ہیں جو مبین قرآن مجید اور معلم کتاب اللہ نے اپنے عملی نمونہ اور نیز اقوال سے مشرح طور پر استنباط کتاب الٰہی سے ہی کر کر بیان اور تعلیم فرمائی ہیں جس پر الفاظ ہدی و رحمۃ و بشری دلالت صریحہ کر رہی ہیں لہذا اللہ تبارک و تعالےٰ کی تعلیم و اہمی کی وجہ سے کتاب اللہ بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے تبیانا لکل شئ ہو گئی ہے تو معانے حاصل اس آیت کے یہ ہوئے کہ کتاب اللہ مع فہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسکو دوسرے لفظوں میں سنت نبویہ کہہ سکتے ہیں واسطے تمام مقاصد اسلام کے حاوی اور جامع ہے اور نور علی نور ہو کر تبیانا لکل شئ واقع ہوئی ہے نہ یہ کہ ہر ایک شخص کی نسبت تبیانا لکل شئ ہے

کلاہ خسروی و تاج شاہی
بہرکل کے سزد حاشا و کلا

اور ان معانی پر کلام بلاغت نظام نزلنا علیک الکتاب دلالت کر رہا ہے یعنی یہ کہ اس شرط حیثیت کے ساتھ تبیانا لکل شئ ہے کہ بقید نزلنا علیک کے مقید ہو ہاں البتہ چونکہ مراتب اتباع نبوی کے متفاوت ہیں لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفا اور نواب بھی ان معارف اور دقائق کے سمجھنے میں متفاوت الدرجات ہیں من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ اور یہ معنی کیونکر ہو سکتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے لیکر کم نصیب چکڑالوی تک متساوی طور پر یہ کتاب اللہ تبیانا لکل شئ ہے اور جبکہ مشاہدہ واقع ہے کہ تمام اغبیا و اغنیا و اذکیا بھی متساوی الدرجہ فہم کتاب اللہ میں نہیں ہیں تو پھر چکڑالوی کے لیے کیونکر تبیانا لکل شئ ہو سکتی ہے قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوا الالباب اور ثالثًا لفظ شئ جو مصدر بمعنی مفعول کے ہے جیسا کہ خلق بمعنی مخلوق کے ہے اس سے یہاں پر وہ امور مراد ہیں جنکی تبیان کا ارادہ اللہ تعالےٰ نے اس کتاب میں کیا ہے دیکھو کتب معتبرہ لغات کو جس میں لکھا ہے فالشئ فی حق اللہ بمعنی الشائی وفی حق المخلوق بمعنی المشئ پس جن امور اور مسائل کا بیان یا ذکر تفصیلی اُن کا قرآن مجید میں بمصالح و حکم الٰہیہ ارادہ الٰہیہ میں نہیں تھا بلکہ بذمہ معلم کتاب اللہ کے مراد الٰہی میں بمصالح و حکم مقرر ہو چکا تھا اُن کا بیان فعلی یا ذکر تفصیلی خلاف مراد الٰہی کتاب اللہ میں کیونکر ہو سکتا تھا صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انی اوتیت القران ومثلہ معہ الا

قولہ علیہ السلام و ان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لا یحل لکم الحمار الاہلی ولا کل ذی ناب من السباع ایضًا صدق نبیہ و رسولہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ایحسب احدکم متکئا علی اریکتہ یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی ہذا القران الا وانی واللہ قد امرت ووعظت عن اشیاء انہا مثل القران او اکثر کما فی المشکوۃ ملتقطا افسوس کہ جس چیز سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت تاکید سے منع فرمایا تھا اُسکو بعض لوگوں نے اپنا مذہب قرار دیلیا اور کیونکر نہ قرار دیا جاتا کہ شارع علیہ السلام کی نواہی میں ایک لطیف اشارہ اس منہی عنہ کے وقوع پر بطور مفہوم مخالف کے ہوا کرتا ہے لہذا یہ پیشگوئی مخبر صادق کی اب واقع ہو گئی۔ عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ رواہ احمد و ابو داود والترمذی و ابن ماجہ والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ۔ کبھی کبھی چکڑالوی حدیث بریرہ وغیرہ سے تمسک کیا کرتے ہیں مگر ان لوگوں کو علم دین سے کچھ بھی مس نہیں کیونکہ اس قسم کے جملہ امور جو طبعیہ بشریہ اور جبلت انسانیہ سے ہیں وہ خارج عن التشریع ہیں جنکو تشریع شارع سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ حرکات جسدیہ اور قیام فی بعض الاوقات اور قعود فی بعض الاوقات الاخری اور نوم و یقظہ وغیرہ وغیرہ یہ امور متعلق جبلت انسانی واجب التاسی اور واجب الاتباع نہیں ہیں اور نحن فیہ یعنی تشریع شارع سے خارج ہیں بلکہ گفتگو یا تو عبادات و تقربات الٰہیہ میں ہے یا اُن معاملات میں جنکی تشریع کے لیے بغرض اصلاح انسان و رفع فساد دینی و دنیوی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مبعوث ہوئے ہیں اور امور جبلیہ انسانیہ تو خارج از بحث ہیں گو بعض آئمہ ان کے مستحب اور غیر مستحب ہونے میں بھی مختلف ہیں۔ الحاصل یہ لوگ تو قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کو کیا سمجھ سکتے ہیں

جب کہ اتنی بات بھی ہم نہیں جانتے کہ متکلم بلیغ کا کلام بموجب مقتضائے حال مخاطب کے ہوا کرتا ہے نہ کہ مخالف مقتضائے حال مخاطب کے بھلا جو مسئلہ مخاطبین کو بتعلیم معلم کتاب اللہ اور مبین قرآن مجید کے معلوم ہو چکا ہے یا اللہ تبارک و تعالےٰ کو اسلئے اظہار عظمت اپنے نبی کریم کے یہی منظور ہے کہ فلاں فلاں مسائل بذریعہ معلم کتاب اللہ کے تعلیم کی جائے گی تا کہ باقتدا و تاسی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صیغہ اجتہاد و استنباط کا بھی قیامت تک جاری رہے اور دیگر علوم دینیہ اور کشفیہ بھی ضائع نہ ہو جاویں۔ جس سے ترقی علوم اور ترقی تصفیہ و تزکیہ اذہان امت کے وقتاً فوقتاً ہوتی رہے۔ وغیرہ وغیرہ من الحکم و المصالح کما قال اللہ تعالےٰ یرفع اللہ الذین امنوا منکم و الذین اوتوا العلم درجات تو پھر اس کا تبیان باطناب یا ذکر بالتفصیل متکلم بلیغ کے نزدیک بالضرور ایک لا یعنی امر ہے بلکہ مضر ہے جس سے امت بالکل کودن ہو جاوے گی پھر وہ متکلم بلیغ اپنی کتاب فصیح بلیغ میں ایسے امور معلومہ مسلمہ معہودہ مخاطبین کو کیوں بیان کرے گا یا صیغہ اجتہاد و استنباط کو جو معراج ترقی امت ہے کیونکر برباد کرے گا کہ بصورت اول اس بیان سے کوئی فائدہ جدیدہ مخاطب کو حاصل نہ ہوگا اور نہ کوئی طلب جدید معلوم ہوگی لہذا اس صورت میں کلام متکلم بلیغ کا غیر مفید بھی ہوگا اور نیز خلاف مقتضائے حال مخاطب اس کا کلام ہو جاوے گا جو موجب ہی غیر فصیح اور بلیغ ہونے کو خصوصاً وہ کلام جو حد اعجاز بلاغت کو پہنچا ہوا ہے اور کلام الملوک ملوک الکلام اسکی شان ہے اور بشق ثانی تضییع علوم اور کشوف اور اضاعت صیغہ اجتہاد و استنباط کے لازم آ ئیگی جو محض خلاف حکمت حکیم مطلق کے ہے زیادہ زیادہ ہے باتیں تو کچھ اور بھی تھیں مگر استعجال قاصد کے سبب ارتجالاً لکھا گیا بار باقی صحبت باقی والباقی عند التلاقی

۵

مستعجل است قاصد و وقت دگر بگویم
انجب اگر بپرسد تفصیل ماجرا را

والسلام خیر ختام مورخہ ۲۷ اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

رقیمۃ الوداد کا ضمیمہ الحکم کی اگلی اشاعت میں شائع ہوگا (ایڈیٹر)

بیعت

اذا جاء نصر اللہ والفتح و انتہی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق

محمد نور صاحب ساکن دتہ خیل
غلام رسول صاحب ” محمد ایوب صاحب ” داؤد صاحب
فیض اللہ صاحب ” عبد اللہ جان صاحب ” محمد کریم صاحب ”
محمود صاحب ” فیض محمد صاحب ” شان بی بی ”
آمنہ بی بی ” عبد الحی صاحب ” اسحٰق صاحب
اسمٰعیل صاحب ” سلیمان صاحب ” محمد کریم صاحب
محمد شان صاحب ” ہارون صاحب ” یونس صاحب
رحمۃ اللہ صاحب ” آدم صاحب ” اسحٰق صاحب
علم خان صاحب ” سراج الدین صاحب ” عبد الغفور صاحب ”
ابو بکر صدیق صاحب ” الیاس صاحب ” محمد ابراہیم
صالح صاحب ” ذکریا صاحب ” نیک محمد صاحب
صدر الدین صاحب عبد الکریم صاحب ” ” ”
نلینہ صاحب چوکیدار۔ مانگا۔
چوہدری جیوا صاحب ”
محمد عمر خانصاحب۔ بستی علیخان ریاست پٹیالہ
سدریا صاحب صیقل گر۔ پٹیالہ
مولوی محمد نادر خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ جیندی
مسماۃ راحن زوجہ چوہڑ۔ قلعہ دیدار سنگھ
کرم علیصاحب ”
شیخ نتھو صاحب۔ بنوڑ۔ پٹیالہ
عبد الوہاب صاحب ” ”
برکت علیصاحب۔ سلطانپور کیو پخلہ
محمد حسین صاحب ”
عبد الرحمن صاحب۔ کوٹ محسکا۔ سیالکوٹ
ابراہیم صاحب کشمیری ” ”
انعام اللہ صاحب۔ قلعہ دیدار سنگھ۔ گوجرانوالہ
مستی اللہ دتا صاحب مدرس ” ”
مرتضیٰ صاحب ” اہلیہ ” ” محمد عالم صاحب ”
محمد فاضل صاحب ” راجہ صاحب ” بی بی فاطمہ ”
حسین بی بی ” حبیب الرحمن صاحب ”
شیخ عبد الخالق صاحب ڈپٹی انسپکٹر اصل باشندہ پشاور حال سنجاوری کوٹ بلوچستان
حافظ امیر خانصاحب بازار موچیاں راولپنڈی
سلطان محمد صاحب ” ” ”
بی بی کرم النسا زوجہ نبی بخش صاحب سررشتہ دار ضلع لاہور چوک متی
فضل الدین صاحب ملٹری ورکس۔ راولپنڈی

جان محمد صاحب تحصیل اجنالہ۔ امرتسر
بوٹا صاحب ” محمد بخش صاحب اسمعیل صاحب دل محمد صاحب
بڈھا صاحب ملٹری پولیس پٹالین ایبٹ آباد
پیر بخش صاحب۔ جہلم
میر محمد صاحب ” نور احمد صاحب محمد بخش صاحب
اہلیہ بوٹا صاحب اہلیہ اسماعیل صاحب اہلیہ ولی محمد صاحب
غلام رسول صاحب۔ عائشہ بی بی بنت رحیم بخش صاحب
دولت بی بی بنت ”
الہ دین صاحب طالب علم سوکریاں خورد۔ سیالکوٹ
اہلیہ غلام محی الدین لاہور
عظمت بی بی۔ اہلیہ امیر علی۔ نامہ منٹگمری
ولایت بی بی بنت ” احمد علی صاحب ” محمد علی صاحب
کرم الدین صاحب۔ چونیاں۔ لاہور
اہلیہ ” احیائی بی بی بنت ” مریم ” نورانی
نور این ” گل محمد پسر ” دل محمد پسر ”
ابراہیم صاحب ” اہلیہ ابراہیم صاحب ” محمد صدیق صاحب ” حسن بی بی صاحبہ ” فاطمہ بی بی ”
چوہدری بوٹا صاحب نومسلم۔ ستھین
زوجہ ” بوڑا صاحب۔ رمضان صاحب
وانگو صاحب۔ راجو صاحب۔
فضل الدین صاحب امرتسر
رحمت علیصاحب نمبردار۔ تلونڈی لودیانہ
محمد حسین صاحب مدرس ریاضی گورنمنٹ سکول نابالہ
محمود حسن صاحب ولد محمد حسن صاحب
احمد حسن صاحب ”
چوہدری سلطان عمر خانصاحب۔ ہوشیارپور
علی بخش صاحب۔ کھارا۔ متصل قادیان
احمد صاحب۔ نواں پنڈ ”
شہاب الدین صاحب ” ” چراغ صاحب ”
بڈھا صاحب ننگل ” خیر الدین صاحب ”
کالو صاحب ” ”
نتھو صاحب
عصمت اللہ صاحب قادر آباد
روڑا صاحب ”
فضل قادر صاحب۔ فیض اللہ چک قریب قادیان
فرزند علیصاحب ” نور محمد صاحب ” زوجہ ”
حاکم علیصاحب ” زوجہ ” فضل بی بی دختر۔
عصمت دختر ”
برکت صاحب
ابراہیم صاحب۔ کاکووال
رقیہ بی بی زوجہ ” بی بی سکینہ ” بی بی خدیجہ
کریم بخش صاحب۔
زوجہ کریم بخش صاحب

۱۴۲

الوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی ...